

نکاح خلافت

www.tanzeem.org

24 جنوری 2022ء تا 18 جمادی الاول 1443ھ

مسلسل اشاعت کا
31 وال سال

میں مسلمانوں کے لیے کلمہ طیبہ پر منی
حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں

قائد اعظم نے انگلستان سے واپسی کے بعد مولانا ظفر علی خان اور سردار عبدالرب نشری کی موجودگی میں مندرجہ بالا بیان دیا تھا جو مہنمہ "منارہ"، کراچی میں شائع ہوا۔

"میں لندن میں امیرانہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ اب میں اسے چھوڑ کر انڈیا اس لیے آیا ہوں کہ یہاں لا الہ الا اللہ کی مملکت یعنی پاکستان کے قیام کے لیے کوشش کروں۔ اگر میں لندن میں رہ کر سرمایہ داری کی حمایت کرنا پسند کرتا تو سلطنت برطانیہ جو دنیا کی عظیم ترین سلطنت تھی، مجھے اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب اور مراعات سے نوازتی۔ اگر میں روس چلا جاؤں یا کہیں بیٹھ کر سو شلزم، مارکسزم یا کمیونزم کی حمایت شروع کر دوں تو مجھے بڑے سے بڑا اعزاز بھی مل سکتا ہے اور دولت بھی، مگر علامہ اقبال کی دعوت پر میں نے دولت اور منصب دونوں کو تجھ کے انڈیا میں محدود آمدی کی دشوار زندگی بسر کرنا پسند کیا ہے تاکہ پاکستان وجود میں آئے اور اس میں اسلامی قوانین کا بول بالا ہو، کیونکہ دنیا کی نجات اسلامی نظام ہی میں ہے۔"

مبشرات پاکستان

الخاچ ظہور الحسن قادری

اس شمارے میں

..... پاک بھارت کی جنگی تیاریاں

روز قیامت میں تین گروہ

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
پاکستانی معیشت کے خدوخال (1988ء تا 2000ء)

..... دوسروں کے ساتھ نرمی

کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق

حضرت اُمّ کلثوم (رضی اللہ عنہا) بنت عقبہ

میٹھا و کڑوا پانی اور ایک قطرہ آب سے انسان کی پیدائش



﴿سُورَةُ الْفُرْقَان﴾ ۝ يَسِّرِ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ آیات: 53، 4

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهُذَا مِلْحٌ أَجَاجٌ وَجَعَلَ
بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَجَرَأَ مَحْجُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا
فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصَهْرًا ۝ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝

آیت: ۵۳ ﴿وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ﴾ ”اور وہی ہے (اللہ) جس نے دو دریا
چلا دیے“

”هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهُذَا مِلْحٌ أَجَاجٌ“ ”یہ میٹھا ہے نہایت خوش ذائقہ اور یہ
کھاری ہے نہایت کڑوا۔“

اُس کی قدرت سے نمکین اور کھارے سمندر کے اندر میٹھے پانی کی روپی بہہ رہی ہے۔
﴿وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَجَرَأَ مَحْجُورًا ۝﴾ ”اور ان دونوں کے درمیان اُس
نے ایک پردہ اور مضبوط آڑ بنا رکھی ہے۔“

یہ پردہ آڑ یاروک نظر آنے والی کوئی چیز تو نہیں ہے، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی صفائی کا شاہ کار
ہے کہ میٹھا پانی کڑوے پانی کے ساتھ سمندر کے اندر دور تک ملنے نہیں پاتا۔

آیت: ۵۲ ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا﴾ ”اور وہی ہے جس نے پانی سے پیدا
کیا انسان کو“

پانی سے یہاں انسان کا مادہ تولید بھی مراد ہو سکتا ہے اور عام پانی بھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
ہر جاندار چیز پانی سے ہی پیدا کی ہے۔

”فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصَهْرًا ۝ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝“ ”تو اس نے بنایا اس کے لیے
نسب اور سرائی رشتہ۔ اور آپ کا رب سب قدر توں کا مالک ہے۔“

انسان کا نسب تو اس کے والدین سے چلتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی بیوی کے حوالے سے
دوسرے خاندان کے ساتھ بھی اس کا رشتہ اور تعلق جوڑا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ساس اور سر کو بھی
اللہ تعالیٰ نے والدین جیسا تقدس اور احترام عطا کیا ہے۔ سرائی رشتہ داریاں اگر نہ ہوتیں تو قبیلوں
اور خاندانوں کا معاشرے میں باہمی ارتباٹ و اختلاط ممکن نہ ہوتا اور ہر خاندان دوسرے خاندان
سے الگ تھلک رہتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سرائی رشتہ کا تانا بانا اس طرح سے بُن رکھا ہے کہ
اس سے نوع انسانی باہم مربوط ہوتی چلی جاتی ہے۔

دولتمندی کا معیار

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۝ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ۝ : (لَيْسَ الْغَنَى
عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلِكِنَّ
الْغَنَى غَنَى النَّفْسِ) (تفق علیه)

حضرت ابو ہریرہ ۝ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”دنیا کے اسباب اور سامان
زیست کی کثرت کا نام دولت
مندی نہیں ہے اصل دولت مندی
تودل کی بے نیازی اور غنا ہے۔“

تشریح: ”اس حدیث میں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ امیری
اصل میں کثرت مال کا نام نہیں ہے
 بلکہ حقیقی امیری تودل کی امیری ہوتی
 ہے جب اس مال پر اکتفاء اور
 قناعت کر لے جو اسے دیا گیا ہو اور
 اسی پر راضی ہو جائے اور مزید کی حرص
 اس میں نہ رہے اور نہ ہی دن رات
 زیادہ دولت کی تلاش میں رہے تو وہی
 شخص امیر ترین شخص ہوتا ہے۔ فی الواقع
 غنی تو وہ ہے جس کے دل میں دنیا کی
 محبت اور حرص نہ ہو اور سیر چشم ہو۔

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل

پاکستانی معیشت کے خدوخال (1988ء تا 2000ء)

1988ء میں امریکہ پاکستان کی مدد سے سوویت یونین کو افغانستان سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ سوویت یونین کو نہ صرف میدان جنگ میں شکست ہوئی بلکہ اُس کی معیشت اتنی بُری طرح تباہ و بر باد ہوئی کہ سوویت یونین جو کہ ایک دیویکل عسکری سپر پا و تھی۔ اپنی سلامتی کو بھی قائم نہ رکھ سکی اور وہ ریاستیں جنہیں بزرگ طاقت جوڑ کر سوویت یونین کا نام دیا گیا تھا وہ سب الگ ہو گئیں۔ ایک اندازے کے مطابق سوویت یونین میں روں جغرافیائی طور پر 85 فیصد تھا اور یہ ریاستیں جو الگ ہوئیں وہ 15 فیصد تھیں۔ ختم ہونے والی اس جنگ میں پاکستان پر ڈالروں کی بوچھاڑ رہی تھی اور اس دولت کے کثیر حصہ کو فوجی جریلوں، اُن سیاست دانوں جو ضیاء الحق کا ساتھ دے رہے تھے اور بیوروکری نے دونوں ہاتھوں سے لوٹا۔ بہر حال عوام بھی مہنگائی سے بچ رہے۔ لیکن اس جنگ کے بعد جب ڈالرانے بند ہو گئے، پھر یہ کہ جزل ضیاء الحق ایک حادثہ میں اللہ کو پیارے ہو گئے اور پاکستان میں جمہوری حکومتوں کا دور شروع ہوا، لیکن یہ دور جمہوری حکومتوں کے لیے اتنا سازگار نہ تھا۔ پاکستان کے چھٹے اقتصادی دور کے دوران چار جمہوری حکومتیں تبدیل ہوئیں۔ ان سب کی تبدیلی کی بنیادی وجہ معیشت کی ابتری کو ٹھہرایا گیا۔

1991ء میں پاکستان میں بے روزگاری کی شرح 9.5 فیصد تھی جو 2000ء میں بڑھ کر 7.2 فیصد تک جا پہنچی۔ یہ دہائی بار بار تبدیل ہونے والی حکومتوں کی وجہ سے معیشت پر بُرے اثرات کی عکاس تھی، کیونکہ ملک میں غیر یقینی صورت حال نے سرمایہ داروں کو ملک سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس دور کے دوران بھلی، گیس اور تیل کی قیتوں میں اضافے کے باعث ملک کو مہنگائی کے ایک نئے طوفان کا سامنا کرنا پڑا۔ اس اقتصادی دور میں 1993ء کے بعد سے مہنگائی میں سالانہ اوسط 11 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ اس اقتصادی دور کے آغاز سے قبل ہی ملک کا ساتواں پانچ سالہ اقتصادی منصوبہ جاری تھا، جو کہ 1988ء سے 1993ء کے عرصے پر محيط تھا۔ یہ منصوبہ بھی ملک کی معاشی حالت نہ بدل سکا جس کے باعث حکومت وقت کو آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کا اعلان کرنا پڑا، جس کے لیے 1701 ارب روپے کی رقم مختص کی گئی، اس رقم کو بھی بعد میں بڑھا کر 2 ہزار 92 ارب روپے کر دیا گیا۔ اس اقتصادی دور میں حکومتی قرضوں کی شرح میں زبردست اضافہ دیکھنے میں آیا۔ جب حکومتی قرضے جو 1977ء میں پاکستان کی کل جی ڈی پی کا 57.5 فیصد تھے، 1999ء میں بڑھ کر ملکی جی ڈی کا 102 فیصد ہو گئے۔ اس چھٹے اقتصادی دور میں پاکستان کی معاشی خود مختاری نہ ہونے کے برابر تھی اور پیش معاشی فیصلے آئیں ایف اور ولڈ بینک کی مشاورت کے ساتھ کیے جاتے تھے۔ مغربی ممالک کی

نذرِ خلافت

نذرِ خلافت کی بناؤ دنیا میں ہو پھر استوار
لگبھیں سے ڈھونڈ کر اسلام کا قلب وجد

تبلیغی اسلامی ترجیحان نظم خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

31 جلد 1443ھ جمادی الاولی 2022ء شمارہ 03
18 جنوری 2022ء شمارہ 03

حافظ عاکف سعید مدیر مسئول

ایوب بیگ مرزا مدیر

فرید اللہ مرود ادارتی معاون

شیخ حیم الدین نگران طباعت: پبلیشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی منتظر تبلیغی اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 042-35473375-78

E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے مائل ٹاؤن لاہور۔
فون: 35869501-03
publications@tanzeem.org

20 روپے قیمت فی شمارہ

سالانہ زیرِ تعاون

اندرون ملک..... 800 روپے
بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
مکتبہ مرکزی اجمان خدام القرآن کے عنوان سے ارسال
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: mactaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

جانب سے پاکستان کو نیوکلیئر ٹیسٹ سے روکنے کے لیے معاشی پابندیاں لگائی گئیں، جس کے باعث پاکستان 1996ء میں بیرونی قرضوں کی واپسی کے حوالے سے ڈیفالٹ کر گیا۔ کچھ ایسی ہی صورتحال 1998ء میں بھی ہوئی جب پاکستان کی جانب سے کیے جانے والے ایٹمی دھماکوں کے بعد ملک کو ایک بار پھر معاشی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کے باعث، اس اقتصادی دور کے اختتام تک 1999ء میں ملک میں غربت کی شرح 30.6 فیصد تک جا پہنچی۔ لوگوں میں بنیادی ضرورتوں کی چیزوں کو خریدنے کی سخت ختم ہو رہی تھی۔ اس اقتصادی دور کے دوران پاکستان نے معاشی طور پر اوسطاً 4.44 فیصد شرح کے ساتھ ترقی کی۔ ان دس سالوں میں زرعی سیکٹر نے اوسطاً شرح ترقی 4.53 فیصد رہی، جبکہ پاکستان کے مینوفیکچر نگ سیکٹر نے اوسطاً 4.02 فیصد شرح کے ساتھ ترقی کی۔ اسی طرح سروہنر سیکٹر نے نوے کے دہائی کے اقتصادی دور کے دوران اوسطاً 4.56 فیصد شرح کے ساتھ ترقی کی۔

2001ء کے اوپر میں ایک مرتبہ پھر پاکستان کی معیشت کو تیزی سے

بڑھنے کا موقع ملا جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ جہاں اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ بدسمتی سے اس وقت کے فوجی حکمران پرویز مشرف نے اپنے مسلمان بھائیوں کا ساتھ دینے کی بجائے طاغوتی قوت امریکہ کا ساتھ دیا۔ پاکستان سے بھی بہت سے فنڈا میٹنگ مسلمانوں کو پکڑ کر امریکیوں کے حوالے کیا اور امریکہ سے اُن کی قیمت وصول کی۔ پاکستان امریکیہ کا فرنٹ لائن اتحادی بن گیا۔ امریکہ کے لیے اپنی فضائیں اور شاہراہیں کھول دیں جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکہ نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ امت مسلمہ سے اس غداری کے عوض پرویز مشرف نے خوب امریکی امداد حاصل کی، لہذا اس دہائی میں معیشت کو ازسر نو تعمیر کرنے کے حوالے سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے بہت سی معاشی اصلاحات کی گئیں۔

روایت سے ہٹ کر پاکستان کے ساتویں اقتصادی دور میں ملک کے مفادات میں غیر معروف فیصلے کیے گئے، اور اداروں کے بنیادی ڈھانچوں میں تبدیلیاں کی گئیں۔ جس کے بعد ملکی معیشت کے کئی گوشوں میں ثابت اثرات آنا شروع ہو گئے۔ اس عرصے میں غربت کی شرح جو 2001ء میں 34 فیصد پر تھی، سال 2005ء میں کم ہو کر 22 فیصد تک جا پہنچی۔ اس اقتصادی دور کے دوران پاکستان کے کل قرضے ملکی جی ڈی پی کا 56 فیصد تھے، جو گزشہ دہائی میں ملکی جی ڈی پی کا 102 فیصد تھے۔ اسی عرصے کے دوران ملک کو مجموعی طور پر غیر یقینی معاشی صورتحال کا سامنا تھا مگر دوسرا طرف

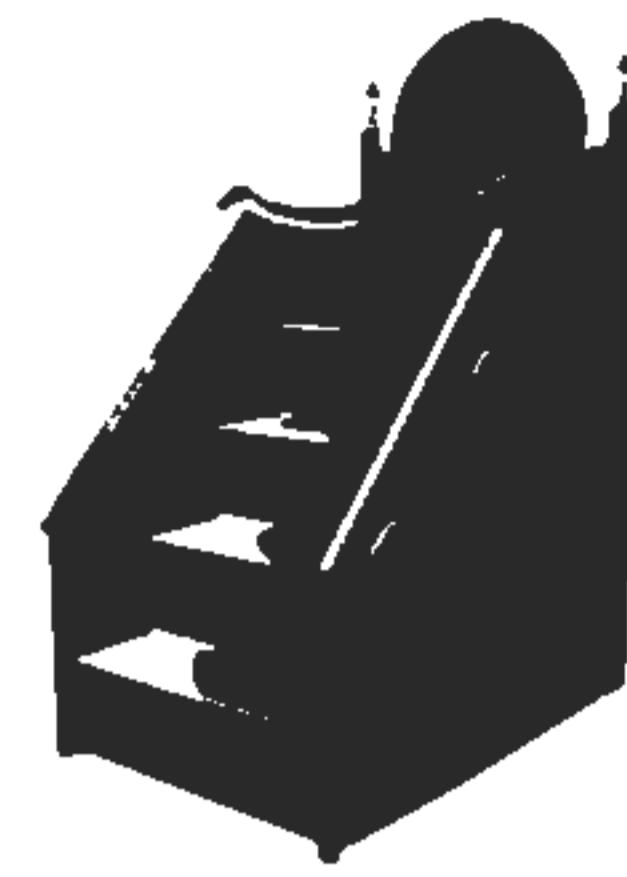
فروغ دینے کے حوالے سے درآمد کی جانے والی مشینری کے باعث پاکستان کا درآمدی بل بڑھا، جبکہ اس کے بر عکس ملکی برآمدات میں کمی دیکھنے میں آئی۔ ان سب اثرات کے پیش نظر سال 2018ء میں پاکستان کا تجارتی خسارہ 30 ارب ڈالر کی سطح کو تجاوز کر گیا۔ اگر پاکستان کے گزشتہ اقتصادی دور 2010ء تا 2020ء کی بات کی جائے تو پاکستان کی معاشی ترقی کی شرح اوسطاً 3.61 فیصد رہی، جس میں سے سب سے زیادہ معاشی ترقی کی شرح سال 2017ء سے 2018ء کے دوران 5.53 فیصد رہی، جبکہ سب سے کم ریکارڈ ہونے والی معاشی ترقی کی شرح سال 2019ء سے 2020ء کے دوران منفی 0.47 تھی۔ اسی طرح پاکستان کے آٹھویں اقتصادی دور کے دس سالوں کے دوران زرعی سیکٹر نے اوسطاً 2.32 فیصد کی شرح کے ساتھ ترقی کی، جس میں سے سال 2017ء سے 2018ء کے دوران زرعی سیکٹر میں سب سے زیادہ 4 فیصد ترقی کی جبکہ اس سیکٹر میں ہونے والی سب سے کم ترقی سال 2018ء سے 2019ء کے دوران 0.56 فیصد ریکارڈ ہوئی۔ مینوپیچر گنگ سیکٹر نے ان دس سالوں کے دوران اوسطاً 2.58 فیصد شرح کے ساتھ ترقی کی، جس میں سے سب سے زیادہ ترقی سال 2013ء سے 2014ء کے دوران 5.65 فیصد رہی، جبکہ سب سے کم ریکارڈ ہونے والی شرح سال 2019ء سے 2020ء کے دوران منفی 7.39 فیصد رہی۔ سرومنی سیکٹر جو کہ ملکی جی ڈی پی میں 61 فیصد حصہ رکھتا ہے، نے ان دس سالوں کے دوران اوسطاً 4.40 فیصد کی شرح کے ساتھ ترقی کی، جس میں سرومنی سیکٹر نے سب سے زیادہ ترقی 6.47 فیصد سال 2016ء سے 2017ء کے دوران کی، جبکہ سال 2019ء سے 2020ء کے دوران کورونا وبا کی وجہ سے لگنے والے سماں لاک ڈاؤن اور معاشی ست روی نے سرومنی سیکٹر پر بھی اثرات مرتب کیے جس کے باعث اس سیکٹر کی شرح ترقی منفی 0.55 فیصد ہو گئی۔ ایسا پاکستان کی معاشی تاریخ میں پہلی بار دیکھنے میں آیا، کہ سرومنی سیکٹر منفی ہوا ہو۔

پاکستان کے موجودہ اقتصادی دور کے پہلے سال 2020ء سے 2021ء کی بات کی جائے تو ملک میں معاشی ترقی کی شرح 3.94 فیصد رہی۔ اسی طرح ملک کے مینوپیچر گنگ سیکٹر کی شرح دو گناہ اضافے کے ساتھ 8.71 فیصد تک جا پہنچی، جبکہ سرومنی سیکٹر کی ترقی کی شرح 4.43 فیصد کو پہنچ گئی، تاہم زرعی سیکٹر میں 16 فیصد کی دیکھنے میں آئی جس کی شرح ترقی 3.31 فیصد سے کم ہو کر 2.77 فیصد کو پہنچ گئی۔ اس اقتصادی سال کی بات کی جائے تو ملک کی کورونا لاک ڈاؤن کے سبب نافذ ہونے والے لاک ڈاؤن میں نرمی کے باعث ملکی جی ڈی پی میں اضافہ دیکھنے میں آیا جو کہ 6 ہزار 153 ارب روپے کے اضافے

کے ساتھ 47 ہزار 709 ارب روپے کی ریکارڈ سطح کو پہنچ گئی۔ زراعت کے شعبے کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو گندم، چاول، گنا اور مکنی جیسی اجناس کی پیداوار میں 4.65 فیصد اضافہ ہوا، تاہم کپاس کی فصل کی پیداواری شرح، جو گزشتہ سال منفی 4.82 فیصد کی شرح پر تھی اس سال مزید تنزل کے بعد منفی 15.58 فیصد شرح پر آگئی ہے۔ ساتھ ہی ملک میں جنگلات کی پیداواری شرح 3.6 فیصد سے کم ہو کر 1.42 فیصد پر آگئی ہے۔ اگر سرومنی سیکٹر کی تفصیلی منظر کشی کی جائے تو ہول سیل اور ریٹیل ٹریڈ روائی مالی سال منفی 3.94 فیصد شرح سے 8.37 فیصد پر آگیا ہے۔ اسی طرح فناں اور انشورس 1.13 فیصد شرح سے بڑھ کر 7.84 فیصد پر آگئی ہے۔ البته، حکومت کی جانب سے ہاؤسنگ سیکٹر سے منسلک افراد کے لیے رواں مالی سال میں مختلف پیکھر کے اعلانات کے باوجود ہاؤسنگ سیکٹر کی ترقی کی شرح 4 فیصد پر ہی قائم رہی۔ اس کے علاوہ کنسٹرکشن انڈسٹری میں ترقی کی شرح 5.46 فیصد سے بڑھ کر 8.34 فیصد کو پہنچ گئی ہے۔ ساتھ ہی گزشتہ مالی سال کے دوران بھلی اور گیس کی طلب میں ترقی کی شرح 22.40 فیصد تھی، جو مالی سال 2021ء میں تنزل کے بعد منفی 22.96 فیصد پر آن پہنچی ہے۔ دہائیوں پر پہلی پاکستان کی معیشت اعداد و شمار کے لحاظ سے اتار چڑھاؤ سے بھر پور ہے۔ کسی دہائی میں زراعت ترقی کرتی ہے تو کسی دہائی میں صنعتیں ملکی زریبادلہ میں اپنا حصہ ڈالنا شروع کر دیتی ہیں۔ تو کچھ دہائیوں میں معیشت سانحوم اور سیلابوں کی نظر ہو جاتی ہے۔ عام آدمی کی زندگی بدتر سے بدتر ہوتی جا رہی ہے، امیر اور غریب کے درمیان فاصلہ بڑھ رہا ہے۔ اگر با غور ان تمام دہائیوں میں معیشت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بات کہی جاسکتی ہے کہ ملکی معاشی صورتحال کی بنیادی وجہ معاشی پالیسیوں کا تسلسل نہ ہونا ہے، جو حکمران آتا گیا اپنی پالیسی راجح کرتا گیا۔ ہم ملکی سطح پر آج تک متفقہ پالیسیوں پر عمل پیرانہیں ہوئے۔ اس کا نقصان یہ ہے کہ آج بھی ہماری معیشت کی کوئی مست متعین نہیں ہوئی۔ قصہ مختصر معیشت کی بدحالی ہمارے داخلی ہی نہیں خارجی مسائل کی وجہ بھی بنی ہوئی ہے اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جب تک ہم معاشی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہوتے ہم ایک آزاد قوم جیسا رول ادا نہیں کر سکیں گے۔ آخری اور اہم ترین بات یہ ہے کہ پاکستان کی تقریباً پون صدی کی معاشی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو معاشی بدحالی کی سب سے بڑی وجہ سودی نظام ہے جو بصدق افسوس ہماری معیشت کی بنیاد بھی ہے اور اس میں رج بس بھی گیا ہوا ہے۔ آئندہ پاکستان میں سودی نظام کے خلاف کی جانے والی جدوجہد اور اس کے نتائج پر بات ہوگی۔ ان شاء اللہ!

روز قیامت میں میں کرو

(سورۃ الواقعہ کی پہلی 11 آیات کی روشنی میں)



جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ علیؒ کے 31 دسمبر 2021ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

انکاری ہے۔ لہذا اس سورت میں اس طبقہ کے لیے بھی نصیحت ہے۔ اسی طرح ایک طبقہ وہ بھی ہے جو آخرت کا انکار تو نہیں کرتا لیکن ان کا عمل ثبوت نہیں پیش کرتا کہ یہ مر نے کا یقین رکھتے ہیں یا مر نے کے بعد کی زندگی کا یقین رکھتے ہیں۔ ایسے تمام طبقات کو بھی قرآن حکیم ان سورتوں کے ذریعے ایڈریس کرتا ہے۔

ہم الحمد للہ مسلمان ہیں، آخرت کو ماننے والے ہیں، ان سورتوں کی تلاوت بھی کرتے ہیں، نماز میں بھی پڑھتے اور سنتے ہیں، ہر نماز کے شروع میں اقرار بھی کرتے ہیں کہ: «مُلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ ۝» (اللہ) ہی بد لے کے دن کامالک ہے۔“

ہم سے قرآن کی تلاوت اور نماز میں تلاوت اور قرآن سننے کا تقاضا کیوں کیا گیا؟ اس لیے کہ ہم دنیاداری میں لگ کر آخرت کو بھول نہ جائیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے عمل پر سب سے زیادہ جو چیز اثر انداز ہوتی ہے وہ آخرت کا عقیدہ ہے۔ آخرت پر جتنا ہمارا یقین پختہ ہوگا، یوم حساب کا خوف جتنا ہمارے دلوں میں گھرا ہوگا اتنا ہی ہمارا عمل درست اور نیک ہوگا۔ اگر اعمال میں بگاڑ اور بر بادیاں نظر آ رہی ہیں، اخلاقیات میں تباہی نظر آ رہی ہے، معاملات میں سرکشی، گناہ، معصیت اور نافرمانیاں بڑھتی ہوئی نظر آ رہی ہیں تو اس کا سادہ سامفہوم یہ ہے کہ ماننے کا دعویٰ ہے لیکن شاید یقین نہیں ہے۔ لہذا یادداہی کے لیے ضروری ہے کہ آخرت کے سبق کو انسان ذہن میں تازہ رکھے اور اسی لیے نماز اور اس میں قرآن کی تلاوت مسلمانوں کے لیے لازم قرار دی گئی۔ اگر سمجھ کر پڑھیں

﴿لَيْسَ لِوَقْتِهَا كَاذِبَةُ ۚ﴾ (اور جان لو) اس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔“

جس طرح انسان کی موت ایک یقینی شے ہے جو ہر صورت میں واقعہ ہو کر رہتی ہے، اسی طرح اس عالم کی موت قیامت کی صورت میں یقینی ہے، اس کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس سورت کا پس منظر یہ ہے کہ مکہ میں نبی مکرم ﷺ کی دعوت کا انکار کرتے ہوئے مشرکین کے سردار مختلف اعتراضات پیش کرتے تھے۔ جنہیں قرآن نے بھی نقل کیا ہے۔ مثلاً کبھی وہ کہتے تھے:

”صرف دنیا کی زندگی ہے بس مر نے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔“

اسی طرح کبھی وہ کہتے تھے:

مرتب: ابوابراهیم

﴿هَيَّاهُتَ هَيَّاهُتَ لِهَا تُؤْعَدُونَ ۝﴾ (المؤمنون) ”ناممکن! بالکل ناممکن ہے یہ بات، جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے!“

کوئی مر نے کے بعد لوث کر آیا ہے جو تم کہتے ہو کہ مر نے کے بعد دوبارہ زندگی ہوگی۔

اسی طرح منکرین بے شمار اعتراضات اٹھا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور ان کے ان باطل عقائد و تصورات کا رد بڑی خوبصورتی کے ساتھ کیا۔

آج جس دور میں ہم جی رہے ہیں، اس میں انسانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جو آخرت کا سرے سے ہی

خطبہ، مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الواقعہ کا مطالعہ شروع کریں گے۔ سورۃ الواقعہ کی سورت ہے۔ مکی سورتوں میں عام طور پر توحید، رسالت اور آخرت کے جو مضامین بیان ہوئے ہیں وہی مضامین سورۃ الواقعہ میں بھی ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے بیان کے ساتھ ساتھ غالب بیان آخرت کے حوالے سے ہے۔ ابتدائی آیات میں قیامت برپا ہونے کے مناظر کو بیان کیا گیا ہے اور اس خوفناک دن لوگوں کی جو کیفیت ہوگی اس کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کے مطابق اس دن لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے جن میں مقربین (اعلیٰ درجات پانے والے)، اصحاب یمین (عام اہل جنت) اور اصحاب الشمال شامل ہیں۔ انہی تین گروہوں کا ذکر سورۃ الرحمن میں بھی آیا تھا۔ لیکن سورۃ الواقعہ میں ان تین گروہوں کا ذکر کچھ مزید وضاحت کے ساتھ آئے گا۔ آئیے اب ہم سورۃ الواقعہ کا مطالعہ شروع کرتے ہیں۔ فرمایا:

﴿إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝﴾ ”جب وہ ہونے والا واقعہ رونما ہو جائے گا۔“

قرآن مجید میں قیامت کے مختلف نام مختلف اصطلاحات میں بیان ہوئے ہیں جیسے الحاقۃ، التامة، النیغۃ، الصاخۃ اور الساعۃ وغیرہ، اسی طرح الواقعۃ بھی قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کے معنی ہیں سچ مجھ میں واقعہ ہونے والی شے۔ آگے فرمایا:

گے، سنیں گے تو دل میں احتساب کا احساس پیدا ہوگا کہ ہم کچھ غلط کر رہے ہیں، سیدھے راستے کی طرف مُرِنَّا چاہیے ورنہ آگے بر بادی ہے تو بندہ تھوڑا سنبھل جائے گا اور سرکشی سے، گناہ سے باز آجائے گا۔ بقول شاعر

سرکشی نے کردیے دھنڈے نقوش بندگی

آؤ سجدے میں گریں لوح جمیں تازہ کریں

جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو «مُلِكِ یَوْمِ الدِّینِ○» کے ذریعے آخرت کی یادداہی کے بعد ہم عہد کی تجدید بھی کرتے ہیں:

«إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ○» "ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھہ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔"

اگر پورے یقین کے ساتھ، توجہ اور شعور کے ساتھ ہم نماز میں یہ پڑھتے ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ ہم سے معصیت سرزد ہو جائے، کیسے ممکن ہے کہ ہم گناہ میں پڑے رہیں اور اپنی اصلاح کی کوشش نہ کریں۔ ممکن ہی نہیں ہے۔ لہذا جتنا کسی کافر، ملحد کے لیے یا آخرت کے منکر کے لیے ان مقامات کا بیان بہت اہم ہے اتنا ہم ماننے والوں کے لیے بھی اہم ہے جو کوتاہی کر جاتے ہیں، غفلت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اللہ ہمیں یقین عطا فرمائے

تو بہ اور اصلاح کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ فرمایا:

«لَيْسَ لِوَقْعَةَهَا كَاذِبَةٌ②» "(اور جان لو) اس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔"

جب اللہ قیامت کو برپا فرمائے گا تو کسی کے لیے ٹالنا ممکن نہیں ہوگا۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

«إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ① وَإِذَا الْكَوَافِرُ انتَرَتْ ② وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِرَتْ ③ وَإِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثَرَتْ ④ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ وَأَخَرَتْ ⑤» (الانفطار) "جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے اور جب قبریں تپٹ کر دی جائیں گی (اس وقت) ہر جان جان لے لے گی کہ اس نے کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا۔"

یعنی کوئی اللہ کے اس فیصلے کو ٹال نہیں سکے گا، کوئی قیامت کے واقعہ ہونے میں رکاوٹ نہیں بن سکے گا۔ ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا کہ جب قیامت واقع ہو جائے گی تو اللہ سب کو دوبارہ کھڑا کرے گا۔ وہاں منکر بھی کھڑا

ہوگا، وہ دیکھ لے گا کہ قیامت برپا ہو گئی۔ جب برپا ہو جائے گی تو کوئی بھی اس کی تکنیک نہیں کرے گا۔ آج کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کون لوٹ کر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ہی اس کے جوابات عطا کیے۔ بنی اسرائیل کا وہ واقعہ بھی قرآن میں بیان ہوا جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اصرار کیا کہ ہمیں اللہ دکھادو۔ پھر انہیں ایک کڑک نے آپڑا، ان کی موت واقع ہو گئی اور اس کے بعد اللہ نے ان کو دوبارہ زندہ کیا۔ اسی طرح سورۃ البقرۃ میں گائے کامشہرو واقعہ ہے جس میں ایک مردہ کو اللہ نے دوبارہ زندہ کیا۔ اللہ ایسے زندگی دینے پر قادر ہے۔ اسی طرح اصحاب کہف کا واقعہ بھی قرآن میں آگے فرمایا:

﴿خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ③﴾ (الواقع) "وَهُوَ پَسْتَ كَرْنَى
وَالَّتَّى أَوْرَبَنَدَ كَرْنَى وَالَّتَّى هُوَ ۝"

قیامت کسی کو پست کر دے گی کسی کو بلند کر دے گی

بیان ہوا ہے جو صدیوں بعد دوبارہ زندگی کی طرف لوٹ آئے۔ حضرت عزیز علیہ السلام کا واقعہ بھی موجود ہے جن کو سو برس بعد اللہ نے دوبارہ زندہ کیا اور پھر ان کے سامنے ان کے گدھے کو بھی زندہ کیا۔ اس طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ

مرنے کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرمائیں گے۔ پھر اللہ یہ

بھی فرماتا ہے کہ جس رب نے تمہیں تب پیدا کیا جب کتم

پکھنہ تھے تو اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟

پریس ریلیز 14 جنوری 2022ء

فرانس میں ایک اور مسجد کو بند کرنا بدترین ریاستی اسلاموفوبک دہشت گردی ہے

شجاع الدین شیخ

فرانس میں ایک اور مسجد کو بند کرنا بدترین ریاستی اسلاموفوبک دہشت گردی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ فرانس کے شہر کین (Cannes) میں ایک اور مسجد کو بند کیے جانے کے عمل نے ایک مرتبہ پھر ثابت کر دیا ہے کہ مغربی دنیا اخلاقی سطح پر دیوالیہ ہو چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغرب میں مذہبی آزادی اور مساوات کے نام نہاد علم بردار سرکاری سرپرستی میں قرآن پاک اور نبی اکرم ﷺ کی توبہ ہوئی کوئی ایسا مماننا کیا جائے گا۔ اور مسلمانوں پر پابندیاں لگا کر انہیں شعائرِ اسلام کے مطابق زندگی گزارنے سے روکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہی افسوس کا مقام ہے کہ مغرب کے ان اسلام دشمن اقدامات پر مسلم ممالک کے حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں ریلکتی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عالم اسلام کی دینی غیرت و حمیت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ مزید برآل امت مسلمہ کی قسمتی ہے کہ ہمارا سیکولر اور لبرل طبقہ مغرب کی اندھا دھنڈ تقلید میں اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر بے حیائی پر مبنی مغربی تہذیب کی مکمل طور پر پشت پناہی کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ عالم اسلام متحد ہو کر کفار کا مقابلہ کرے۔ علاوہ ازیں مسلمان انفرادی سطح پر اسلام کو زندگی کا اوڑھنا پچھونا بنا سکیں اور اجتماعی سطح پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو مکمل طور پر نافذ کریں۔ ایسی صورت میں دشمنانِ اسلام کو مسلمانوں کے خلاف اسلاموفوبک دہشت گردی کا ارتکاب کرنے کی کبھی جرأت نہ ہو سکے گی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

تو کیا حالت ہوتی ہے۔ لوگوں میں کس قدر خوف اور افراتفری پھیل جاتی ہے، مسلمان کلمہ پڑھتے ہوئے گھروں سے باہر بھاگتے ہیں، اللہ سے فریادیں کرنے لگتے ہیں۔ کہیں بھم بلاست ہوتا ہے تو کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ذرا تصور کیجئے جب پوری زمین ہلا دی جائے گی تو عالم کیا ہوگا۔

آگے فرمایا:

«وَبَسَّتِ الْجَبَالُ بَسًا ⑤» "اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔"

آج یہ پہاڑ جو اتنے بلند و بالا اور سخت ہیں اور ان کو دیکھ کر ہبہت بھی طاری ہو جاتی ہے لیکن کل یہی بلند و بالا پہاڑ قیامت کے زلزلے سے ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ کبھی قرآن فرماتا ہے:

«كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ٥٠» (القارعة: 5)"اون کی مانند ہو جائیں گے۔"

اوہ بھی قرآن زمین کے بارے میں کہتا ہے کہ:

«كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكَّا دَكًا ٢١» (النجر) "ہرگز نہیں! جب زمین کوٹ کوٹ کر ہموار کر دیا جائے گا۔"

آگے فرمایا:

«فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثِّا ٦» "پس وہ ہو جائیں گے اڑتا ہوا غبار۔"

جیسے عبار اڑتا ہے ایسے ہی یہ بلند و بالا پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی طرح اڑ جائیں گے۔ آگے ارشاد ہوا:

«وَكُنْتُمْ أَذْوَاجًا ثَلَاثَةً ٧» "اور تم تین گروہوں میں منقسم ہو جاؤ گے۔"

اس دن لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ پہلے گروہ کے بارے میں فرمایا:

«فَاصْلُحُ الْمَيْمَنَةَ لَا مَا أَخْطُبُ الْمَيْمَنَةَ ٨» "تو جو داہنے والے ہوں گے، کیا خوب ہوں گے وہ داہنے والے!"

ایک گروہ وہ ہوگا جن کا اعمال نامہ ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ان کو اصحاب یہیں کہا گیا۔ ایک مرادیہ بھی ہے کہ ان کو داہنے ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔ لفظ یہیں میں برکت، سعادت مندی اور خیر کا پہلو بھی شامل ہے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں سعادت مندی کا مظاہرہ کیا ہوگا۔ وہ دنیا میں خیر میں آگے بڑھتے رہے۔ یہ موضوع قرآن پاک میں کم و بیش دس مرتبہ آیا۔ سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

ہے ان کو تحقیر ثابت کرنے پر، دبانے پر، مثانے پر، کفتر ثابت کرنے پر لیکن جب قیامت ہوگی تو وہ ایسے اللہ کے نیک بندوں کو بلند کر دے گی جبکہ جو سرکش اور ظالم ہوں گے وہ اس دن سرنگوں ہوں گے۔

آج ہمارے معاشرے میں ایمان لانے یا کلمہ پڑھنے کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم تو سب الحمد للہ مسلمان ہیں، اصل مسئلہ کلمے کے تقاضوں پر عمل کرنے کا ہے۔ آج ایک نوجوان سنت رسول ﷺ کو چہرے پر سجائے کی کوشش کرتا ہے، آج ہماری بیٹیاں، بہنیں اگر فاطمۃ الزہراء علیہما السلام کی چادر کو اختیار کرتی ہیں، حیا کا پیکر بننا چاہتی ہیں تو اپنے ہی خاندان برادری کے لوگ فقرے چست کرتے ہیں۔ کسی نے شریعت پر عمل پیرا ہونے کی خاطر فرسودہ ہندو رسمات کو شادی بیاہ کے موقع پر ترک کرنے، بے پردگی، سرکشی، گناہوں کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا تو اپنے ہی لوگ ڈمن بن جاتے ہیں۔ ان کو زیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر یہاں جو اسلام کی خاطر زیر ہے، اللہ کی خاطر زیر ہے اس کو قیامت بالا کر دے گی اور جو یہاں سرکشی اور ظلم کی وجہ سے بلند ہے اس کو قیامت پست کر دے گی۔ قرآن حکیم

میں ارشاد ہوتا ہے:

«ذَلِكَ يَوْمُ التَّغَابِنِ ط» (التغابن: 9)"وہی ہے

ہار اور جیت کے فیصلے کا دن۔"

اصل میں جیت اس کی ہوگی جو وہاں جیتے گا اور ہار اس کی جو وہاں پر ہارے گا۔ اللہ ہمیں اس کا یقین عطا فرمائے۔ آج اس یقین کی کمی ہے تو دنیا کی چمک دمک گھنیتی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس میں حرام کی بھی چمک دمک آجائی ہے۔ معصیت کے کام بھی آجائے ہیں، گناہوں کے کام بھی آجائے ہیں۔ اللہ ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔ اصل کام یہ ہے کہ آخرت کو سامنے رکھ کر اپنے معاملات کو طے کریں کہ وہ **«ذَلِكَ يَوْمُ التَّغَابِنِ»** کے میزان پر اُترتے ہیں یا نہیں۔ اللہ ہمیں یقین عطا فرمائے۔ آگے فرمایا:

«إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجَّا ٩» "جب زمین ہلا دی جائے گی جیسے کہ زلزلہ آتا ہے۔"

قیامت کے لیے قرآن مجید میں زلزلہ کا ذکر بھی آتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک پوری سورت، ہی الزلزال کے نام سے ہے:

«إِذَا زُلْزَلَتِ الْأَرْضُ زُلْزَالَهَا ١٠» "جب زمین ہلائی جائے گی جیسے کہ ہلائی جائے گی۔"

کسی ایک خطے کے ایک حصے میں اگر زلزلہ آئے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کچھ کو وہاں کامیابی عطا فرمائے گا، کچھ کو ذلیل و رسو اکر دے گا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ دین کے دشمنوں کو اللہ جہنم میں ڈال کر ذلیل و رسو اکرے گا اور متین کو جنت میں داخل فرمائے اون کا اعزاز و اکرام کرے گا۔ یاد رہے کہ دنیا دار العمل ہے آخرت دار الجزا ہے۔ دنیا ایک امتحان گاہ ہے اور اللہ نے اختیار دیا ہے۔

«إِمَّا شَاكِرًا وَ إِمَّا كَفُورًا ٣» (الدھر) "اب چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے چاہئے ناشکرا ہو کر۔"

اس دنیا میں کئی ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جنہوں نے عوام کو اپنے آگے سجدے کرائے اور خود خدائی کے دعوے کیے، جیسے فرعون اور نمرود تھے۔ اللہ نے انہیں دنیا میں بھی ذلیل کیا اور آخرت میں بھی ان کا مقام جہنم کی گہرائیوں میں ہوگا۔ اسی طرح دنیا میں کتنے ہی انبیاء کو شہید کیا گیا، کتنے ہی اللہ کے نیک بندے ہیں جن کی زندگی اجریں کی گئی لیکن آخرت میں ان صالحین کا مقام بہت بلند ہوگا۔ بعض اوقات دنیا میں بھی اس کی جھلک ہمیں مل جاتی ہے۔ جیسے حضرت بلاں ﷺ ایک غلام تھے۔ جب اسلام لے آئے تو سیدنا بلاں ﷺ کہلائے۔ جبکہ مشرکین کے وہ سردار جنہیں اپنی سرداری، اعلیٰ نسب، مال و زر پر ناز تھا وہ حضرت بلاں ﷺ اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن الارت کا مذاق اڑایا کرتے تھے، وہ دنیا میں بھی ذلیل و رسو اہوئے۔ اس دنیا میں امتحان کے لیے کچھ اختیار مل گیا ہے۔ حدیہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت بھی عطا ہوئی تو وہ بھی فرمائے ہیں (لیبلونی) میر اللہ میر امتحان لے رہا ہے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ آج ہماری دنیا میں کتنے ظالم، جابر، مثکر، دولت مند ہیں جو سرکشی میں بنتلا ہیں۔ جنہوں نے لوگوں کی زندگیاں اجریں کر رکھی ہیں لیکن کل قیامت کی گھری ان کو پست کر دے گی۔ ان کے مقابلے میں کتنے ہی لوگ ہیں جو اس دنیا میں محض اس وجہ سے ظلم و ستم کا نشانہ بننے، دبائے گئے، قتل کیے گئے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں، کتنے اللہ کے نیک بندے اور بندیاں ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے پر لوگوں کی کڑوی باتیں سننا پڑتی ہیں، ان کو دبایا جاتا ہے، کارز کیا جاتا ہے، ان کے بارے میں ناشائستہ گفتگو کی جاتی ہے مگر وہ اللہ کی خاطر سب کچھ برداشت کر رہے ہیں۔ آج دنیا تلی ہوئی ہوتی

﴿فَاسْتِبْقُوا الْحَيْزِرَ ط﴾ (البقرة: 148) "تو
(مسلمانو!) تم نیکیوں میں سبقت کرو۔"

جودنیا میں ایمان لانے کے بعد خیر کے کاموں میں آگے
بڑھتے رہے، ان کی زندگی اطاعتِ الہی میں گزری۔ آگے
فرمایا:

﴿وَأَصْحِبُ الْمَسْئَمَةَ لَا مَا أَصْحَبُ الْمَسْئَمَةَ ⑨﴾
"اور جو بائیں والے ہوں گے تو کیا حال ہو گا بائیں
والوں کا!"

لفظ مشتمہ بائیں ہاتھ کے لیے بھی استعمال ہوتا
ہے۔ مراد یہ ہے کہ جن کا اعمال نامہ ان کے بائیں ہاتھ
میں دیا جائے گا یا جن کا بائیں ہاتھ پکڑ کر انہیں جہنم میں
ڈالا جائے گا۔ جس طرح بیکین کا الفاظ خیر کے لیے آیا اسی
طرح مشتمہ کا الفاظ نحوست کے لیے آیا۔ یعنی دنیا میں جن
کے ہاں اعمال کی خوبیں تھیں۔ نحوست کسی دن یارات میں
نہیں ہوتی۔ بلکہ نحوست لوگوں کے اپنے کرتوں اور اعمال
میں ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبْتُ
أَيْدِيهِكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ⑩﴾ (الشوری) "اور
تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ درحقیقت تمہارے اپنے
ہاتھوں کی کمائی (اعمال) کے سبب آتی ہے اور (تمہاری
خطاوں میں سے) اکثر کتو وہ معاف بھی کرتا رہتا ہے۔"

نحوست والے اعمال گناہ، کفر اور شرک والے
اعمال ہوتے ہیں۔ وہ اعمال ہوتے ہیں جن میں اللہ اور
اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی جا رہی ہو۔ جن میں
اپنے رب کو ناراض کیا جا رہا ہو۔ آج لوگوں کو راضی کرنے
کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی جاتی
ہے۔ شادی بیاہ میں بے حیائی اور ڈانس اور رشتہ داروں کو
خوش کرنے کے لیے کیا کچھ نہیں ہوتا۔ کیا ہم نے کبھی سوچا
ہے کہ اس طرح ہمارا رب ناراض ہو جائے گا؟ یہی اصل
میں اعمال کی نحوست ہے۔ یہ نحوست کے اعمال کل قیامت
کے دن اصحابِ المشتمہ میں کھڑا کر دیں گے۔ آگے فرمایا:
﴿وَالشِّيقُونَ السُّبِّيقُونَ ⑪﴾ "اور آگے نکل جانے
والے تو ہیں ہی آگے نکل جانے والے۔"

سبحان اللہ! یہ وہ ایمان والے ہیں جو جنت کا اعلیٰ
درجہ پائیں گے۔ یہ نیکی اور خیر کے کاموں میں سبقت
لے جانے والے ہوں گے۔ جب دین کی دعوت دی
جاری ہتھی تو آگے بڑھ کر قبول کر رہے تھے، اقامت دین

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(23 دسمبر 2021ء تا 3 جنوری 2022ء)

جمعرات (23 دسمبر) کو مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (24 دسمبر) کو مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو لا ہور واپسی ہوتی۔

ہفتہ (25 دسمبر) کو صبح 9 بجے تو سیمی عاملہ کے پہلے سیشن میں شرکت کی۔ 30:30 بجے دین حق ٹرست کی گورنگ بادی کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی۔ بعد نماز عصر تو سیمی عاملہ کے دوسرے سیشن میں شرکت کی، جو رات بعد نماز عشاء تک جاری رہا۔

اتوار (26 دسمبر) کی صبح کو ایک رفیق تنظیم سے ملاقات کی۔ بعد ازاں صبح 9:00 بجے تو سیمی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو بعد نماز ظہر تک جاری رہا۔

پیر (29 دسمبر) کو KIPS سکول میں نصاب قرآنی کی ایک نشست میں شرکت کی۔ وہاں سے فراغت کے بعد کراچی روائی ہوتی۔

منگل (28 دسمبر) کو ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف کی بھیجنی کے ویسے میں شرکت کی۔ دوران تقریب ولیمہ جماعتِ اسلامی کے نوجوان عالم، حبیب الرحمن حنفی سے ایک اچھی ملاقات رہی۔

بدرہ (29 دسمبر) کو امیر حلقة کراچی جنوبی محترم فیصل منصوری کے بیٹے اور سید محمد نسیم الدین کی نواسی کا نکاح پڑھایا۔ اس کے بعد ان کے ویسے میں بھی شرکت کی۔

جمعرات (30 دسمبر) کو محترم ڈاکٹر تنظیم کی کتاب "روح الامین کی معیت میں کاروائی نبوت" کی تقریب رونمائی پروگرام کی صدارت کی اور سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے گفتگو فرمائی۔

جمعہ (31 دسمبر) کو مسجد شادمان ناؤں کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو دنیا اور دی کے جناب اینیق احمد کے تعلق سے ایک نکاح پڑھایا۔

ہفتہ (کیم جنوری 2022ء) کو سید نعمان اختر کے توسط سے الغور بلڈرز کے زیر اہتمام منعقدہ ایک پروگرام میں درس قرآن دیا۔ تقریباً 800 حضرات و خواتین شریک تھے۔

اتوار (2 جنوری) کو ملتان روائی ہوتی۔ وہاں پر سالانہ اجتماع کے ناظمین کے لیے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا، اس میں شرکت کی۔ اس موقع پر شرکاء کے لیے ترغیب و تشویق کے لیے کچھ گفتگو کی۔ وہاں سے فراغت کے بعد رات 1:30 بجے لا ہور واپسی ہوتی۔

پیر (3 جنوری) کو مرکزی عاملہ کے خصوصی مشاورتی اجلاس میں شرکت کی۔ شام کو محترم آصف حمید کے ساتھ ایک دیرینہ حبیب محترم ساجد حمید سے ملاقات کی۔ اس موقع پر انہوں نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

بھارت اور اسلام کے نظری اتحاد کے بارے میں قرآن نے آج سے تقریباً پہنچہ میں گئی ہے جو عصای الحج

ہندو انتہا پسند طبقہ بھارتی حکومت کی سرپرستی میں مسلمانوں کی نسل کشی کا عام اعلان کر رہا ہے: حسن صدیق

بھارت اور اسلام چاہئے ہیں کہ امریکہ پاکستان کا اور وہی اور معاشری مسائل میں الجھاتے ہوئے کے لئے اس دعوایں وہ لوگیں مسکری صلاحیت کا اتنا پڑھائیں کہ پاکستان پر دو طرفہ دار گرستیں ہیں: حمد اللہ جمال

مذکوب زندگی

ہندو توواکی دعشت گردی اور پاک بعارت جنگی تیاریاں کے موضوعات پر حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ زگاروں کا اظہار خیال

زاں کے حملے ہوئے ہیں اور دوسو چرچز اور ڈیڑھ سو مساجد کو تباہ کیا گیا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ وہاں پر اب مسلمانوں کے لیے نماز پڑھنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ ایک وزیر اعلیٰ نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ مسلمان اندر نماز پڑھیں باہر نماز نہیں پڑھ سکتے جبکہ وہاں مساجد بہت محدود رہ گئی ہیں۔ اقبال نے کہا تھا کہ

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد! اب صورت حال اس قدر خراب ہو گئی ہے کہ ملا کو وہاں پر سجدے کی بھی اجازت نہیں مل رہی۔

سوال: مسلمانوں کے خلاف حکومتی سرپرستی میں دعشت گردی کے لیے پورے بھارت میں اسلحہ اکٹھا کرنے کی ایک مہم چل رہی ہے۔ لیکن عالمی برادری خاموش ہے۔ پاکستان کو عالمی برادری کا ضمیر جنہوں نے کے لیے کیا اقدامات اٹھانے چاہئیں؟

رضاء الحق: بھارتی مسلمانوں پر مظالم میں میدیا کا کردار بھی شامل ہے۔ بھارت میں ایک ہندو انتہا پسند میدیا ہے جو حکل کر مسلمانوں کے خلاف بول رہا ہے۔ جبکہ بھارت کا سیکولر میدیا دوسرے ایشوؤ پر تو بے جی پی اور کا گنگریں پر تنقید کرتا ہے لیکن جہاں مسلمانوں کی بات آتی ہے تو وہاں وہ بھی خاموش ہو جاتا ہے۔ جہاں تک عالمی برادری کا معاملہ ہے تو چند روپوں و قاتوں قاتا نظر آتی رہتی ہیں جن میں پوری دنیا میں انسانی حقوق کی پامالی کے خلاف لکھا جاتا ہے اور تنقید کی جاتی ہے لیکن بھارت کا چونکہ پوری دنیا پر اثر و رسوخ ہے اور اس کے ایجنسی عالمی اداروں میں موجود ہوتے ہیں اس لیے عالمی روپوں میں بھی بھارتی مسلمانوں کا معاملہ دبادیا جاتا ہے۔ جس کی

صورت حال یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہاں پر ایسی اپیں بنائی جا رہی ہیں جن میں مسلمان خواتین کی بولی لگائی جا رہی ہے جس کو پوری دنیا نے روپوٹ کیا ہے۔ لگتا ہے کہ بھارت کے مسلمانوں کو دوبارہ محمد بن قاسم کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کی زبانیں بند ہیں اور کوئی ان کے خلاف آواز تک نہیں اٹھا رہا۔ وہاں کے سابق آری چیف اور وکلاء نے مودی کو خط لکھا ہے کہ مسلمانوں کی

سوال: ہندوستان میں مودی کے دور حکومت میں مسلمانوں پر مظالم پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔ اب مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے ہندو انتہا پسند تقریبیں کر رہے ہیں اور لوگوں سے باقاعدہ حلف تک لیے جا رہے ہیں۔ یہ صورت حال اگر بڑھتی ہے تو بھارت یا بر صغیر میں حالات کیا رخ اختیار کریں گے؟

حسن صدیق: بھارت میں مودی کی حکومت کے آنے کے بعد مسلمانوں پر مظالم بڑھتے جا رہے ہیں اور اب تو وہاں پر حکومتی سرپرستی میں ایسی تقریبات منعقد ہو رہی ہیں جن میں بی جے پی کے ساتھ ساتھ کا گنگریں کے لوگ بھی شریک ہو رہے ہیں اور ان تقریبات میں مسلمانوں کی نسل کشی کی بات کی جاتی ہے۔ ہر دوار شہر میں جہاں کمبھ کا میلہ ہوتا ہے وہاں دسمبر کے وسط میں دھرم سنہ کے نام سے ایک کانفرنس بلائی گئی جس میں انہوں نے کھلے عام اعلان کیا کہ ہم نے مسلمانوں کی نسل کشی کرنی ہے۔ اسی طرح چند دنوں بعد چھتیں گڑھ میں بھی اسی طرح کا پروگرام منعقد کیا گیا جس میں انہوں نے گاندھی کو بھی غدار قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس نے ملک تباہ کیا۔ اترائیں اور اتر پردیش میں بھی اس طرح کے پروگرام منعقد ہو رہے ہیں۔ اب وہاں ہندو انتہا پسند یہ چاہ رہے ہیں کہ مودی حکومت سے بھی کوئی زیادہ سخت حکومت آئے۔ آرائیں ایس کے لوگوں نے مودی کو بلیک میل کرنے کے لیے اس کے خلاف بیان بازی شروع کر دی ہے کہ ہم نے تمہیں صرف حکومت کرنے کے لیے سپورٹ نہیں کیا تھا بلکہ اس لیے کیا تھا کہ تم نے بھارت کو ہندو راشٹر بنانا تھا اور مسلمانوں کو ختم کرنا تھا۔ دہلی میں انہوں نے مسلمانوں کو مارنے کے لیے ہتھیار اٹھانے کا باقاعدہ حلف لیا ہے۔

مرقب: محمد رفیق چودھری

نسل کشی کو واپسیں۔ بھارت میں انتہائی قلیل تعداد میں موجود امن پسند ہندو اور مسلمان اس صورت حال کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر نسل کشی کے معاملات بہت آخری حد تک جا رہے ہیں۔ وہاں اس قسم کی کئی کتب لکھی جا چکی ہیں کہ ممبئی حملہ بھی ان سائیڈ جاپ تھا۔ مہاراشٹر کے آئی جی پولیس نے کتاب لکھی کہ Barehmans bomb and Muslims hanged یعنی بڑھنے دھماکے کرتے ہیں اور پھانسی مسلمانوں کو دی جاتی ہے۔ اسی طرح دیگر کئی کتب شائع ہوئی ہیں جن میں باقاعدہ لکھا گیا ہے کہ انڈیا کے دھماکوں میں آرائیں ایس کے لوگ ملوث ہیں۔ اسی طرح کاروان انڈیا کا ناپ میگزین ہے اس میں اتر پردیش کے چیف منسٹر یوگی ادیتیہ ناتھ کو ایک دعشت گرد کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اور آرائیں ایس کو شوش کر رہی ہے کہ اس کو آئندہ انڈیا کا پرائم منسٹر بنایا جائے تاکہ ہندو راشٹریہ کی طرف آگے بڑھا جاسکے۔ عیسائیوں کے ساتھ بھی اسی طرح کے مظالم ہو رہے ہیں، چرچ پر حملہ ہو رہے ہیں۔ یونائیٹڈ کرچیں فورم کی روپوٹ کے مطابق 2021ء میں عیسائیوں پر تقریباً تین سو سے

وجہ سے بھارت میں انسانی حقوق کی کھلمنکھلا خلاف ورزی ڈھنڈائی سے ہوتی ہے۔ اینٹسٹیشنل جیسے بین الاقوامی ادارے اقیقوں پر مظالم کے خلاف بھارت کی مذمت تو کرتے ہیں، اقوام متحده میں بھی نفرت انگریز تقاریر، نسل کشی وغیرہ کے خلاف قوانین موجود ہیں لیکن ان پر عمل درآمد کے لیے کوئی تیار نہیں ہے۔

مسلمان ممالک میں پاکستان اور ترکی اس حوالے سے آواز اٹھاتے رہے ہیں لیکن کیا آواز اٹھادینا کافی ہے؟ پاکستان کو چاہیے کہ جس فورم پر ممکن ہے انڈیا کا عالمی سطح پر مکمل طور پر گھیراؤ کرے اور یہ موقف اختیار کرے کہ ہمارے جتنے اتحادی ہیں وہ انڈیا کے معاملے میں ہمیں مکمل سپورٹ کریں کیونکہ انڈیا کے مسلمانوں کی حمایت انسانی حقوق کا مسئلہ ہے اور ہم نے بھیتیت مسلمان ان کی مدد کرنی ہے۔ سیاسی اور معاشی سطح پر تو یہ کرنا ہی ہے اللہ کرے کہ مسلمان امت ایک عسکری اتحاد کی بھی کوشش کرے تاکہ جہاں مسلمانوں کے خلاف مظالم ہو رہے ہیں ان کے خلاف کچھ کارروائی کرنے کی کوشش کریں۔

سوال: کیا موجودہ بھارتی حالات میں علامہ اقبال اور قائد اعظم کی پیشین گوئیاں آج تک ثابت نہیں ہو رہی ہیں؟ **حسن صدیق:** بدقتی سے پاکستان کا سیکولر طبقہ اس بات کی تبلیغ کرتا ہوا نظر آ رہا ہے کہ درمیان میں ایک لکیر ہے ورنہ ہم سارے ایک جیسے ہیں۔ کچھ سیاسی لیڈروں کا بیان آیا کہ جس رب کی پوجا بھارت میں ہوتی ہے پاکستان میں بھی اسی کی ہوتی ہے، ہماری تہذیب، ثافت اور تمدن بالکل ایک جیسا ہے۔ لمر یونیورسٹی کی ایک پروفیسر نے حال ہی میں ٹویٹر میں لکھا کہ قائد اعظم نے مذہب کی بنیاد پر جو تقسیم کی تھی اس کی وجہ سے آج بھارتی مسلمان مشکل میں ہیں۔ جب قائد اعظم پر تقيید کرنی ہو تو ہمارا تو اس وقت ہمارا سیکولر طبقہ کہتا ہے کہ یہ مذہب کی بنیاد پر تقسیم تھی لیکن جب پاکستان میں اسلام کی بات کی جائے تو یہ کہتے ہیں کہ پاکستان مذہبی بنیادوں پر بنا ہی نہیں،

قائد اعظم سیکولر ریاست چاہتے تھے۔ ہمارا سیکولر طبقہ اس دورگی کا شکار ہے۔ قائد اعظم کو پہلے تو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر مانا جاتا تھا۔ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نے اپنی کتاب نقوش اقبال میں لکھا کہ انہوں نے 1937ء میں علامہ اقبال سے ملاقات کی تھی۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ جو قوم اپنا ملک نہیں رکھتی وہ اپنے مذہب اور تہذیب کو بھی برقرار نہیں رکھ سکتی۔ آج بھارت میں بالکل وہی صورت حال ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس اپنا ملک نہیں ہے تو ان

کے لیے اپنی تہذیب و ثقافت کو برقرار رکھنا ممکن ہو چکا ہے۔ وہاں کے سیکولر لوگ بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر سول وار جنم لے سکتی ہے۔ علامہ اقبال کو پتا تھا کہ قائد اعظم ہی واحد لیڈر ہیں جو مسلمانوں کو ایک قوم کی شکل میں بدل سکتے ہیں اور پاکستان کی تحریک چلا سکتے ہیں۔ چنانچہ علامہ نے قائد اعظم کو خطوط لکھے اور کہا کہ جن ریاستوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں آزاد ملک کے مطالبے کا وقت آگیا ہے۔ اقبال نے کہا کہ چونکہ ہندو مسلم فسادات اور خانہ جنگلی ایک مدت سے چل رہی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ ملک کے بعض حصوں مثلاً شمال مغرب میں فلسطین جیسا نقشہ نظر آئے گا۔ یعنی علامہ نے مستقبل کے حالات کا نقشہ پہلے ہی بتا دیا۔ اسی طرح قائد اعظم نے کہا تھا کہ ہندو ناقابل اصلاح ہیں۔ قائد اعظم نے 1938ء

جب قائد اعظم پر تقيید کرنی ہو تو ہمارا سیکولر طبقہ کہتا ہے کہ ہندو مذہب کی بنیاد پر تھی لیکن جب پاکستان میں اسلام کی بات کی جائے تو سیکولر طبقہ کہتا ہے کہ پاکستان مذہبی بنیاد پر بننا ہی نہیں۔

میں ہندوستان نائماز کو انشرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان کوئی نئی چیز نہیں۔ ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی علاقے میں جہاں آج بھی ستر فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے یہی مسلمانوں کا ملک ہے۔ اسی طرح قائد اعظم کا بہت مشہور بیان ہے کہ جس وقت ہندوستان میں پہلا فرد مسلمان ہوا تھا پاکستان اسی وقت بن گیا تھا۔ مسلمان ہر لحاظ سے ہندو سے مختلف ہے۔ اس لیے یہ بھیتیت قوم زندہ ہی اس وقت رہ سکتا ہے جب اس کا اپنا علیحدہ خطہ زمین ہو اور اس چیز کو بھارت کے مسلمانوں کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔

سوال: علامہ اقبال نے انڈیا کو اسرائیل کی طرز کی ریاست قرار دیا تھا اور اس کے بعد سے تقریباً پون صدی سے انڈیا وہی کچھ کر رہا ہے جو اسرائیل فلسطین میں کر رہا ہے۔ آپ انڈیا اور اسرائیل کے فطری اتحاد کے بارے میں کیا کہیں گے؟

رضاء الحق: یہود اور مشرکین کے فطری اتحاد کے حوالے سے قرآن پاک نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ہمیں فتویٰ دے دیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔“ (المائدہ: 82)

آج ہم دیکھتے ہیں کہ یہودیوں کی ریاست اسرائیل اور مشرکین کی ریاست بھارت ہے۔ اب یہ فطری اتحاد materialize ہو کر اور سیاسی، معاشری، معاشرتی، عسکری، اثنیلی جنس کے اعتبار سے کھل کر سامنے آچکا ہے۔ اسرائیل بننا ہی دہشت گردی اور نسل کشی کی بنیاد پر ہے۔ اسی طرح جب بر صیغہ تقسیم ہوا تو بھارت میں مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی۔ ایک مخالف دوسری ضروری ہے کہا جاتا ہے کہ اسرائیل اور پاکستان دونوں نظریاتی ریاستیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل نظریاتی کی بجائے نسلی ریاست ہے اور یہودی اپنے طرز عمل سے ثابت کر رہے ہیں۔ یہودی بھی نسل انتیاز پر یقین رکھتے ہیں اسی طرح ہندو تو اس کی فلاسفی بھی نسلی انتیاز پر قائم ہے۔ دوسروں کے حقوق چھین کر اپنی بالادستی قائم کرنا ان دونوں کا مقصد ہے۔ اسرائیل کے قانون کے مطابق اس کے فرست گریڈ شہری صرف یہودی ہیں۔ جبکہ اسرائیل میں بننے والے باقی تمام لوگ دوسرے درجے کے شہری ہیں۔ اسی طرح بھارت نے اپنے شہری قوانین میں ترمیم کر کے صرف ہندو کو اصل شہری بنایا ہے۔ اس کے تحت آسام میں مسلمانوں سے تمام حقوق چھین لیے ہیں، باقی علاقوں میں بھی بھارت اسی قانون پر عمل درآمد کر رہا ہے۔ بہر حال یہ دونوں اتحادی ایک جیسے ہیں۔ جنگی جنون دونوں میں ایک جیسا نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی عسکری ٹیکنالوجی بھی ایک دوسرے کے ساتھ شیئر ہوتی ہے۔ اسی طرح بھارتی افواج اسرائیل میں جا کر ٹریننگ لیتی ہیں۔ یہ ہر سطح پر ایک دوسرے کے فطری اتحادی ہیں۔

سوال: سکھوں نے بھی مظالم کے خلاف تحریک شروع کر رکھی ہے۔ کشمیر کو جیل بنادیا گیا ہے، بھارتی مسلمان بھی نسل کشی کا شکار ہیں۔ اس ساری صورت حال میں بھارتی مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

حسن صدیق: اس میں کوئی شک نہیں کہ انڈیا کے مسلمان اس وقت شدید مشکل میں ہیں۔ حتیٰ کہ اب ان کو اسلامی شعائر پر عمل کرنے میں بھی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ ان کو چاہیے کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کمی دور سے سبق لیں جس وقت مسلمان مشرکین مکہ کے مظالم سہہ رہے تھے۔ اس وقت مسلمان قرآن کو اپنا سہارا سمجھتے تھے اور صبر کرتے تھے۔ اسی طرح انڈیا کے

اسی دن شروع ہو گئی تھی جب مودی نے دو قومی نظریہ کو دوبارہ زندہ کر دیا تھا۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب نفرت کے نتیجے بودیے جاتے ہیں تو وقت آنے پر وہ تناد درخت ضرور بنتے ہیں۔ سکھوں کے خلاف آپریشن ہوا تو اس کی وجہ سے سکھوں کی تحریک پہلے سے زیادہ طاقتور ہو کر سامنے آئی اور اب دنیا میں پھیل گئی ہے۔ ابھی ایک سال میں ہندوستان میں تقریباً سات سو سکھوں کو قتل کیا گیا تو اس چیز کو وہ فراموش نہیں کر سکے۔ اس کے علاوہ بھارت میں بہت سی دوسری ریاستیں ہیں جہاں علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں اور بھارت کی ستر ہزار فوج پہنچلے ہیں سالوں میں وہاں کوئی کردار ادا نہیں کر سکی۔ دوسری طرف بھارت کی فوج کے اندر بھی ایک تقسیم کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ کشمیر میں نولا کھ فوج لگانے کے بعد اگر وہ کشمیر کو قابو نہیں کر پائے تو اس کا مطلب ہے کہ بھارت کے مکٹرے ہونے کا اعلان ہو چکا ہے۔

رضاء الحق: حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ ہو یا پاکستان ہو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اصل کی طرف لوئیں یعنی دین اسلام کی طرف آئیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

”اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔“ (آل عمرہ: 208)

ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو پوری طرح اسلام کا پابند بنانے کی ضرورت ہے اور دین کو بحیثیت نظام قائم کرنے کی جدوجہد میں اپنا تن من دھن لگا دینا ہو گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قائم کرو دین کو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔“ (الشوری: 13) ہمیں اگر جنگوں کی صورت حال نظر آ رہی ہے تو ایسے میں ہمیں اپنے ایمان کو تازہ کرنا چاہیے اور بحیثیت امت ہمیں اللہ کے حضور توبہ کرنی چاہیے۔ اگر ہم اللہ کے دین کی حفاظت کے لیے کھڑے ہوں گے تو اللہ ہماری مدد کرے گا اور ہم فتح یا ب ہوں گے ان شاء اللہ۔ جیسا کہ اقبال نے فرمایا تھا۔

دنیا کو ہے پھر معرکہ رُوح و بدن پیش تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا اللہ کو پامردیِ مومن پہ بھروسما بلیں کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

اور پھر اس نے رافیل جٹ طیارے حاصل کیے، اپنے بھری بیڑے کو ترقی دی اور اپنا ایر کرافٹ کیری حاصل کر لیا۔ یعنی بھارت کے مذموم مقاصد بالکل واضح نظر آ رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہم پر ہبہت طاری نہیں ہوتی کیونکہ الحمد للہ پاکستان نے میزاں میل شیکنا لو جی میں بے مثال ترقی کر لی ہے۔ شاہین، ہمزة، بابر اور غوری میزاں میل بنائے اور نصر میزاں میل بنایا جس سے بھارت گوگو کاشکار ہے کہ پاکستان کے نیوکلیئر ہتھیار ایسے ہیں جس سے پاکستان بھارت سے آگے ہے۔ الحمد للہ! اگر بھارت جنگ مسلط کرے گا تو ہمیں جواب دینا پڑے گا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس خطے میں جنگ کے شعلے بھڑکیں گے

سوال: اس وقت خطے میں عسکری تقسیم اس طرح ہے کہ

پاکستان اور چین ایک دوسرے کے قریب ہیں اور دوسری طرف اسرائیل اور بھارت ہیں جن کی پشت پناہی امریکہ کر رہا ہے۔ آپ کے خیال میں فوری طور پر کسی جنگ کے امکانات ہیں؟

عبدالله گل: جنگ حادثاتی طور پر ہوتی ہے۔ اس سے پہلے بھارت کو کچھ احتیاطی اقدامات رہا ہے۔ بھارت کی ملٹری سٹریجی تقریباً 2023ء میں مکمل ہو گی۔ یقیناً بھارت اپنا ملٹری پاور بڑھا رہا ہے۔ اصل میں دنیا میں دونا جائز ریاستیں ہیں۔ ایک بھارت اور دوسری اسرائیل ہے اور پاکستان ان کی ضد ہے۔ اسی لیے یہ اپنی تمام تر توجہ پاکستان پر مرکوز کیے ہوئے ہیں کیونکہ پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام اسرائیل کو نیست و نابود کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ دونوں ممالک چاہتے ہیں کہ امریکہ افغانستان میں جنگ ہارنے کے بعد اپنی طاقت کو استعمال میں لا کر پاکستان پر پابندیاں لگائے اور اس کو اندر ورنی اور معاشی مسائل میں الجھائے رکھے۔ اس دوران اسرائیل اور بھارت اپنی عسکری صلاحیت کو اتنا بڑھائیں کہ پاکستان پر دو طرفہ وار کر سکیں۔ مودی کا دورہ اسرائیل بڑا معنی خیز تھا۔ پاکستان کے حوالے سے ان کی انتیلی جنس مل کے کام کر رہی ہے۔ موساد بھی پاکستان کے لیے بہت خطرناک عزم رکھتی ہے۔

سوال: بھارت میں اس وقت ہندوتووا کا راج ہے اور تمام اقلیتوں پر مظلالم کی انتہا ہو چکی ہے۔ ہندوتووا کے اس طرز عمل کی وجہ سے کیا بھارت کے حصے بخزے ہونے کی اٹی گنتی شروع ہو چکی ہے؟

عبدالله گل: بھارت کے حصے بخزے ہونے کی اٹی گنتی

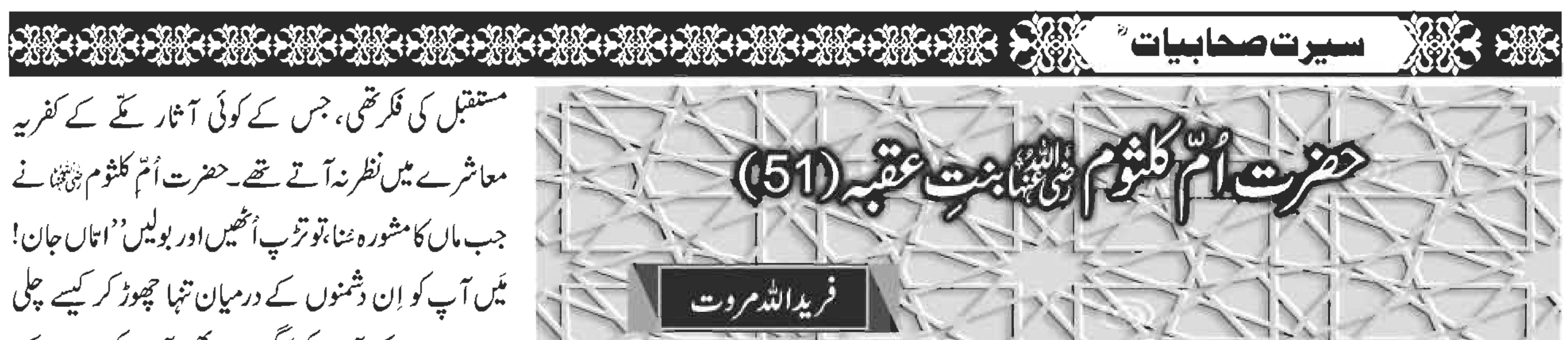
مسلمان بھی قرآن کی کلی سورتوں کی روشنی میں اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔ موجودہ صورت حال میں ان کو امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ علمی تناظر میں پاکستان چین کا اتحاد بھارتی مسلمانوں کے لیے حوصلہ افزاء ہے۔ چین نے انڈیا کو بہت سے محاذوں پر شکست دی ہے اور آگے جس طرح کا ماحول بنتا جا رہا ہے اس میں بہت امید ہے کیونکہ پاکستان اور چین کے مفادات بہت سے معاملات میں مشترک ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ہندوستان بہت پریشان ہے۔ پاکستان چین سے 100 L طیارے حاصل کر رہا ہے، پھر چین نے بارڈر پر آٹیفیشل انتیلی جنس پر چلنے والی رو بونگ مشین گنوں کا استعمال شروع کر دیا ہے اور اس طرح کی میکنا لو جی وہ پاکستان کو بھی فراہم کر رہا ہے۔ لداخ کے واقعہ پر کشمیری مسلمانوں نے چین سے امید میں لگائی ہوئی ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ پاکستان کی بہت سی مجبوریاں ہیں۔ بہر حال چین انڈیا کے لیے مشکلات پیدا کر رہا ہے جو کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے حوصلہ کا باعث ہو گا۔

سوال: جنوبی ایشیا کے اس خطے کی تیزی سے بدلتی ہوئی صورت حال اور بھارت میں مسلمانوں کے خلاف جو ایک مہم چل رہی ہے کیا اس سے پاک بھارت کشیدگی بڑھنے کے امکانات ہیں اور پس پر دہ کیا کوئی جنگی تیاریاں بھی چل رہی ہیں؟

عبدالله گل: موجودہ صورت حال میں بھارت کے چہرے سے سیکولر ازم کا نقاب ہٹ چکا ہے۔ وہاں گاندھی کے مجسم اترتے لگے ہیں اور اس کی جگہ تھوڑام گوڈ سے کے مجسم لگنے لگے ہیں جس نے گاندھی کو قتل کیا تھا۔ یہ اس چیز کا عندیہ ہے کہ وہاں ہندوتووا کا ایجنسڈ نافذ ہو رہا ہے۔ اس کے تحت بھارت نے شہریت کا نیا قانون نافذ کر کے لاکھوں لوگوں کی شہریت منسوخ کر دی اور دیگر مذاہب کے لوگوں کے لیے زندگی تلگ کر دی۔ جس طرح زیندر مودی نے ہندو روایات بڑھانی شروع کر دیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ بھارت مکراو کی پوزیشن میں آرہا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ جنگی معرکہ ہم نے لڑنا ہی ہے۔ جہاں تک جنگی تیاریوں کا معاملہ ہے تو اس وقت بھارت دنیا کا سب سے بڑا اسلحہ کا خریدار ملک ہے۔ پاکستان کو ہوش کے ناخن لینے چاہتیں کہ پہنچلے تین سال کے عرصے میں ہم نے اپنا ڈیفس بجٹ نہیں بڑھایا۔ ایک طرف بھارت روں سے ایس 400 میزاں میل لے رہا ہے

نہت روزہ ۱۴ ۲۰۲۲ جمادی الاولی ۱۴۴۳ھ / ۱۸ جنوری 2022ء

عبدالله گل: بھارت کے حصے بخزے ہونے کی اٹی گنتی



حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ (51)

فريد اللہ مرود

مستقبل کی فکر تھی، جس کے کوئی آثار نہ کے کفر یہ معاشرے میں نظر نہ آتے تھے۔ حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ نے جب ماں کا مشورہ لئا، تو ترپٹ اٹھیں اور بولیں ”اماں جان! میں آپ کو ان دشمنوں کے درمیان تنہا چھوڑ کر کیسے چلی جاؤں، جب کہ آپ کی سگنی اولاد بھی آپ کی جان کے درپے ہے؟“ ماں نے کہا ”اے میری بخت جگر! میں جانتی ہوں کہ تیرے لیے مجھے یہاں اکیلا چھوڑ جانا کس قدر مشکل اور تکلیف دہ ہے، لیکن تو جانتی ہے کہ میں بوڑھی ہوں اور کمزور بھی۔ نہ جانے کب واپسی کا بلاوا آجائے۔ پھر میں مدینے تک کے طویل پیدل سفر سے بھی قاصر ہوں، جب کہ تو جوان ہے اور قوی بھی۔ مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد تیرے بھائی اور کفارِ مکہ نہ جانے تیرے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اگر تو میری زندگی میں مدینہ متورہ پہنچ گئی، تو میں اطمینان و سکون کے ساتھ داعیِ اجل کو لیکر کھوں گی۔“ ماں کی ضد، شدید اصرار، البتا اور بہتے اشکوں نے نوجوان، فرمانبردار بیٹی کو تھیارڈا لئے پر مجبور کر دیا۔ اور ایک افسر دہ رات کے پہلے پھر غمزدہ ماں، بیٹی نے آنسوؤں کی برسات میں تڑپتے مچلتے دل کے ساتھ ایک دوسرا کو ہمیشہ کے لیے الادعے کہا۔ حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ قبلہ بنو خزانہ کے ایک شخص کی راہ نمائی میں چند مسلمان خواتین کے ساتھ پاپیادہ مدینہ متورہ روانہ ہو گئیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کی روشن و بے مثال تاریخ خواتین صحابیات بنتیں کی فقید المثال قربانیوں اور خدمات کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ دینِ حق کی اشاعت میں مردوں کے ساتھ خواتین نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پھر اس راہ میں آنے والی تمام آزمائشوں اور مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ کوئی ظلم اُن کے پائے استقامت میں لرزش پیدا نہ کر سکا، یہ خواتین ہر موقع پر ثابت قدم رہیں۔ ان خواتین نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا گھر بار، رشتے ناتے قربان کر کے اپنے ایمان کی حفاظت کی۔ بلاشبہ، حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ بھی ایسی ہی بہادر اور جانشیر خواتین میں شامل ہیں، جن کی ایمان افروز زندگی میں آج کی مسلم خواتین کے لیے ایک واضح سبق ہے۔ ہمیں آج ایسے ہی مجاہدانہ اور انقلابی کردار کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

سلسلہ نسب

حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کا سلسلہ نسب یوں ہے: حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیة بن عبد الشفیع بن عبد مناف۔ ان کا تعلق قریش کے قبیلے، بنو امیة سے تھا۔

حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کی مسلمان

بیٹی تھیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ اسلام دشمنوں

کے گھروں میں ایمان کی دولت سے مالا مال افراد پیدا کرتا

رہا۔ حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ کی والدہ اور عقبہ کی اہلیہ، حضرت اروی بنت کریز کا پہلا نکاح بنو امیة کے ایک شخص

عقبان بن العاص سے ہوا تھا، جن سے اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک جلیل القدر فرزند عطا فرمایا، جنہیں تاریخ امیر المؤمنین،

حضرت عثمان بن عفان کے نام سے یاد کرتی ہے۔ وہ

تیسرے خلیفہ راشد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔

انھیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہے

بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں اُن کے نکاح میں دیں، جس

پر حضرت عثمان بن عفان کے نام دیا گیا۔ اُن کے نکاح میں دیں، جس

کے والد، حضرت عبد اللہ کی حقیقی بہن تھیں۔ اس رشتے

سے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ عفان

بن العاص کی وفات کے بعد حضرت اروی بنت عقبہ کا دوسرا

نکاح عقبہ بن ابی معیط کے ساتھ ہوا، جن سے حضرت

اُمّ کلثوم بنت عقبہ پیدا ہوئیں۔

باپ اسلام کا بدترین دشمن

مدینہ کی طرف پاپیادہ ہجرت

یہ 7 ہجری کی ایک سیاہ رات تھی، جب کفارِ مکہ کے وحشیانہ مظالم اور سفا کیت سے تنگ آ کر مکے کی چند مسلمان خواتین نے خاموشی سے مدینہ متورہ کی جانب ہجرت کا فیصلہ کیا۔ حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ کی والدہ، حضرت اروی بنت کریز نے بیٹی کو مشورہ دیا ”تم بھی ان خواتین کے گلے میں چادر ڈال کر گلا گھونٹنے کی ناپاک حرکت کی، لیکن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شدید مزاحمت کی بنا پر وہ اپنی اس مکروہ حرکت میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عفان تمہارا اچھی طرح خیال رکھے گا۔“ سن رسیدہ، خانہ کعبہ میں نماز ادا فرمار ہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمزور اور لا غرماں کو جوان بیٹی کی شادی اور اُس کے بہتر

رہیں۔ ان کے پانچوں بچوں کو بھی صحابہ کرامؐ میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

مرویات حدیث

حضرت اُمّ کلثومؑ سے چند احادیث بھی مردوی ہیں۔ ان کے راویوں میں ابراہیم بن عبد الرحمنؑ، حمید بن عبد الرحمنؑ اور حمید بن نافعؑ شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام صحابیاتؑ پر اپنی رحمت کی برکھا
برسائے اور انہیں جنت کے میٹھے چشمون سے سیراب
کرے۔ آمین یا رب العالمین!



ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم اسلامی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم ایم کام، برسروزگار کے لیے تعلیم کے شعبے سے مسلک کنواری، گورنمنٹ لیڈی ٹیچر، پیچر کارشنہ درکار ہے (ترجمہ لاہور)۔ ذات پات کی قید نہیں اور شادی شرعی طریقے سے انجام دی جائے گی ان شاء اللہ۔

برائے رابطہ: 0331-5122671

☆ راولپنڈی کے رہائشی رفیق تنظیم اسلامی، عمر 53 سال، برسروزگار، ذاتی رہائش، پہلی بیوی کا حادثہ میں انتقال، کے لیے دینی مزاج کے حال خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0336-5560300

☆ فیصل ناؤں لاہور میں مقیم سینر رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، تعلیم ایم فل (پولیٹکل سائنس)، عمر 25 سال، شرعی پرداہ کی پابند کے لیے لاہور کے رہائشی، دینی مزاج کے حال، اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسروزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ (شادی بیاہ کی مرود جر索مات سے مکمل اجتناب کے ساتھ)۔

برائے رابطہ: 0344-9751067

دعائے صحت کی اپیل

☆ ملتان شہر کے معتمد جناب محمد رمضان قادری کا روضہ ایکسٹرنٹ ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجله مستمرہ عطا فرمائے۔
قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعاۓ صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ أَذْهِبْ الْجَنَاحَ رَبَّ النَّاسِ وَأَشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤَكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرْ سَقَمًا

تحمیں۔ ان کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہؓ سے ہوا، لیکن ابھی شادی کو تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ وہ 8 ہجری کو موت کے مقام پر رومیوں کی ایک بہت بڑی فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ وہ مسلمانوں کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ حضرت اُمّ کلثومؑ کو ان کی شہادت کا بے حد غم تھا۔ عدت گزارنے کے بعد حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عشرہ مبشرہ میں شامل جلیل القدر صحابی حضرت زبیر بن عوامؑ سے تھے۔

حضرت اُمّ کلثومؑ کے لیے وحی کا نزول

ام کلثومؑ کے بھائی ولید اور عمارہ بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور صحیح حدیبیہ کی ایک شرط کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت اُمّ کلثومؑ کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ تاہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاهدے کی شرط یہ تھی کہ قریش کا جو آدمی ہمارے پاس آئے گا، اُسے واپس کر دیا جائے گا، لیکن اس معاهدے میں سرے سے خواتین کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے، چنانچہ حضرت اُمّ کلثومؑ کو واپس بھجنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی اثنا اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:

”اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں، تو ان کی جانچ کرلو، اللہ ہی ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے، پس اگر تم انہیں مومن معلوم کرلو، تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ، نہ وہ (عورتیں) ان کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لیے حلال ہیں۔“

(سورۃ المتحہ: 10) چنانچہ وہ دونوں ناکام و ناخراہ ہو کر مکہ واپس لوٹ گئے۔

قریش کی پریشانی میں اضافہ

حضرت اُمّ کلثومؑ کی زندگی میں ان عورتوں کے لیے سبق

حضرت اُمّ کلثومؑ کی زندگی میں ان عورتوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے، جو دوسرا نکاح کرنے کو عیب سمجھتی ہیں اور پوری عمر شوہر کے بغیر گزاردیتی ہیں۔

6 ہجری کو صحیح حدیبیہ کے بعد کفار نے مکے کی سرحدوں کی نگرانی کم کر دی تھی۔ دراصل، وہ اس خوش نہیں میں تھے کہ اس طرح مدینے جانے والے قریشی واپس مکہ آجائیں گے، لیکن اس کے اٹھات مرتب ہوئے۔

مسلمان کمزور نگرانی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے چھپ چھپا کر مکے سے نکلنے لگے۔ چونکہ صحیح حدیبیہ کی وجہ سے انہیں مدینہ منورہ میں پناہ نہیں مل سکتی تھی، اس لیے وہ سمندر کے کنارے ذمروہ کے قریب عصی میں جمع ہونے لگے۔ کچھ ہی عرصے میں اس مقام پر مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد جمع ہو گئی جو قریش کے لیے بہت پریشانی کا باعث تھی۔

شادیاں اور اولاد

حضرت اُمّ کلثومؑ نہایت برگزیدہ صحابیہ تھیں۔ آپؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن کی بیٹی، تیرے خلیفہ راشد حضرت عثمانؑ بن عفان کی بہن اور

حضرت اُمّ کلثومؑ صورت و سیرت میں کیتا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار محبوب ترین صحابہؐ کی شریک حیات

کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

سدائے جن کی لوٹ مار مشہور ہے۔ چار دن بعد شور ہم جائے گا تو نائیں نائیں فش۔ گستاخی نہ ہو تو عرض کریں کہ ایک کروڑ 76 لاکھ جلوہ حقین کو دیا جائے گا وہ سرکاری انتظامیہ کی ذاتی جیب، تجوہوں میں سے کاٹ کر دیا جائے جن کی غفلت نے اتنا بھاری نقصان کیا۔ حکومت ایسے موقع پر پھٹی جیب والے عوام (جن پر منی بجٹ کا بم گراۓ چند دن ہوئے ہیں۔) ہی پرمیزد مالی بوجھ لادتی ہے۔ ذمہ دار ان پھر جا کر (خدانخواستہ) اگلے حادثے کے شور شرابے تک سو رہتے ہیں۔ یہ دیت انہیں ہی دینی چاہیے۔

کچھ توجہ قوم کی ہٹڑ بازی، ہاؤ ہو والے مزاج کی طرف بھی دینی ضروری ہے۔ حکومتیں گزشتہ 20 سالوں میں شتر بے مہار آزادی پروان چڑھانے میں پوری طرح ملوث رہی ہیں۔ سال کے بارہ مہینے سیر و تفریق، ایونٹ، میلے، فیشنیوں، ہٹھیلیں ہی جاری رکھے جاتے ہیں۔ عوام کو یہ دیکھنے کی فرصت ہی نہ ملے کہ حکومتیں بیانات کی دھوم دھام کے پس پردہ کس طرح قومی اشاؤں پر ہاتھ صاف کرتی ہیں۔ بلا استثناء۔ کرسمس، نیو ایئر اور بر فباری چونکہ لندن، نیو یارک و دیگر میں منائی جاتی ہے سورٹک برطانیہ امریکا ہونے کو ہمارے نوجوان نئے سال کا قومی جشن منانے مری جا پہنچ۔ وڈیو میں دیوانہ ہجوم مری کی سڑکوں پر چھینیں، سیٹیاں، ہٹڑ بازی، آتش بازی، پھیپھڑے پھاڑ چلاتے والوں کا اظہار دیکھا جاسکتا ہے۔ اس پورے طوفانِ بد تیزی میں پولیس یا قانون نافذ کرنے والے اس دن بھی موجود نہ تھے کہیں بھی۔ اس خدشے کا اظہار ہوا کہ خدا نخواستہ اس ماحول میں فیملیز آ جائیں تو کیا ہو۔ الاماں! یہ قومی کردار ہے جو پرویز مشرف سے لے کر عمرانی دھرنوں تک مسلسل پروان چڑھا ہے۔ سارے والے موسيقی، سیٹیوں، ہنگامے کے ساتھ ظاہر کرنے کا۔ بے حسی کا یہ عالم تھا کہ باوجود یہکہ اتنا بھاری جانی نقصان اور اس کی ہولناکی سامنے آ چکی تھی مگر لوگ مری جانے پر بند تھے۔ شخنشہید نے بتایا کہ ریخیز طلب کر کے لوگوں کو مری کا رخ کرنے سے بزور رکا گیا۔ ان کے کان پر جوں بھی نہ رینگی تھی!

بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں!
یہ ہمارے نوجانوں کی کس پری ہے۔ بڑی محنت سے دین نا آشنا بھی گئی ہے۔ یہ قسادتِ قلبی ”کھالے“

برف میں دبی گاڑیاں بے یار و مددگار کسی ویرانے یا صحراء میں نہ تھیں کہ حکومت لا علم رہتی۔ تیز رفتار مواصلاتی ذرائع، ہر ہاتھ میں کار فرماوائیں ایپ، سو شل میڈیا تک رسائی۔ مدد کی اپیلیں۔ کسی ایک گاڑی سے بھی پکارنے سنی گئی؟ جبکہ عمران خان کے چیتے سو شل میڈیا پر ہمہ وقت پھرہ دیتے، جھپٹنے کو تیار بیٹھے ہوتے ہیں۔ مقامی لوگوں نے جو مدد فراہم کی، سوکی، مگر انہی عوام کے نیکسوں پر پلنے والی سرکار کیں موجود تھیں۔

ہفتے کو جو کار کر دگی لاشیں اٹھانے اور سڑکیں صاف کرنے، ریسٹ ہاؤس کھولنے میں دکھائی گئی، وہ جمعے کے دن، رات کہاں تھی؟ کسی سیانے، کسی ڈاکٹر نے گاڑیوں میں سونے، شیشے بند رکھ کر گاڑی کا ہمیٹر چلانے پر کاربن مونو آکسائیڈ کے خطرے سے پھنسے ہوؤں کو آگاہ نہ کیا؟ گویا آفت زدگان کے چہار جانب ایک سرکاری قبرستان تھا جس پر ہو کا عالم طاری تھا۔ پھر یا کیک سوئے ہوئے سمجھی جاگ اٹھے جب 23 جیتے جا گئے مدد کو پکارتے تھک ہار کر ہمیشہ کی نیند سو گئے! اتنی جانوں کی قربانی نے مری کا مقدر کھلنے اور باقی برف زدہ علاقوں کی طرف حکومت کو متوجہ کرنے کا سامان کر دیا، لہذا دو سالوں سے مرمت طلب سڑکوں کی یا کیک اب حکومت کو خبر ہو گئی۔ مری کو ضلع بنانے کا اعلان ہو گیا۔ برف ہٹانے کی مشینی کانا کافی ہونا اور بروقت فراہمی ممکن نہ ہونا کھل گیا۔ نمک برف پر استعمال کرنے کی بجائے عوام کے زخموں پر چھڑ کنے کے لیے سنبھال رکھا۔ حال یہ ہے کہ ملک کی آزاد کشمیر سے جانے والی مرکزی شاہراہ بند ہو جائے تو برف ہٹانے کی مشینی لام موجود ہو! برف تین دن سے پڑ رہی تھی۔ مہینہ میں جوں کا تونہ تھا کہ انتظامیہ لیسی پی کرسوگئی تھی۔ حادثہ ہو جانے کی تمام تسریع دینے کے بعد مرنے والوں کو 8 لاکھ فی کس دینے کا اعلان ہو جائے۔ کمیٹی بن جائے ذمہ دار ان کے تعین کی۔ ہٹلوں کی انکوائری کی دھمکی دے دی جائے،

اخبارات کی شہر سرخیوں میں مسلسل حکومتی کار ناموں اور اپوزیشن کے گرم متمدد تھیں بیانات کی دھوم بھی رہتی ہے۔ عوام سبھی کو سہہ، چکھے چکے ہیں۔ ایک روکو سڑ پر عوام بیٹھے بدترین حالات کے تھیٹرے کھاتے چیختے چلاتے وقت گزارتے ہیں۔ بہتر دنوں کے وعدوں پر یہ کہتے ہوئے: تیرے وعدے پر جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا!

ایک کھوکھلا نظام سرتاپا بدنوایوں سے گلاسٹا، جس پر تحریک انصاف نے بلند بانگ دعووں سے اقتدار سنبھالا۔ قوم دودھ شہد کی نہروں کی توقع لگا بیٹھی مگر ع طریق کوہن میں بھی وہی جیلے ہیں پرویزی! سو شل میڈیا بیانیں انجینئرنگ تھیں ساری! گزشتہ 74 سال سے جو کچھ ہوتا رہا، اسی کا جدید ہیرا پھیری ماڈل سواتین سالوں میں کھل کر سامنے آ گیا۔ قلعی اتر گئی۔ حکومت جھکو لے کھارہ تھی کہ تابوت میں ایک کیل اور ٹھونکا گیا مری کے اذیت ناک سامنے سے۔ سنا تھا باصلاحیت اعلیٰ تعلیم یافتگان کی یہ پارٹی ہے۔ انتظامی عدم صلاحیت کی انتہا اس سامنے میں دیکھی جاسکتی ہے۔ سیاحت کے چڑھے شوق نے بلا روک ٹوک دشوار پہاڑی راستوں پر بر فباری کے موسم میں ڈیڑھ لاکھ کے قریب گاڑیاں جانے دیں۔ جسے وزیر اطلاعات نے غربت میں کی اور خوشحالی کا پیمانہ قرار دے کر حکومتی کامیابی کے ڈنکے بجاے۔ اور پھر لینے کے دینے پڑ گئے۔ وزیر صاحب جو چاند کی خبر لانے کی شہرت کے حامل ہیں مری کے جغرافیہ اور موسم سے کلیتاً بے بہرہ ثابت ہوئے۔ باوجود یہکہ محلہ موسمیات بر فباری اور موکی شدت کی تنیبیہ جاری کر چکا تھا۔ ٹریفک کنٹرول کا نظام یکسر فیل تھا۔ جو حادثہ پیش آیا وہ ناگہانی نہ تھا۔ بر فباری اس سے زیادہ پہلے بھی ہو چکی۔ مقامی آبادی فکر مند ہو کر نکل آئی مدد کو۔ جبکہ انتظامیہ، اس کی مدد کے ذمہ دار ادارے جو سب مری میں دفاتر، مرکز رکھتے ہیں مگر غائب رہے۔ بائیس گھنٹے سڑکوں پر ہضی

پی لے، جی لے، کی پھیلائی تہذیب اور بے مقصد زندگی کا نتیجہ ہے۔

لباس، خوراک، گاڑیاں، ہلاگا۔ جہاں سے مل سکے، یہی فکر و نظر کا حاصل اور مبلغ علم ہے۔ ساری دوڑ اسفل ترین ماذیت کی ہے۔ قوموں کے زوال کی یہ علامتیں بد رجاءً تم ہم میں موجود ہیں جن پر فخر و ناز ہے! ہمارے ہاں ایک لمبا چوڑا مکملہ و فاق صوبائی سطح پر ڈیزی اسٹریمنجنٹ (قدرتی آفات سے نمٹنے) کے نام سے زلزلہ 2005ء سے قائم چلا آ رہا ہے۔ بھارتی بھرم کم تxon ہوں اور مراعات والی یہ سرکار کہاں تھی، ایک معبد ہے! اس کا ذکر تک نہ ہوا۔ شاید کچھ پرده نشینوں کے ناموں کی بنا پر۔ جانیں نہیں بچائیں، اب انتظامیہ کو بچانے کی ساری کوشش ہے۔ انکو اڑی کا ڈرامہ ہی رچائیں تو بہتر ہے۔ اس سانحے کے پس پرده سیاحت سے معیشت کو تقویت دینے کا نووارد فلسفہ (جو سعودی عرب اور دنی سے سیکھا جا رہا ہے) بھی ہے۔ ٹول پلازہ پر ڈیڑھ لاکھ گاڑیوں کے جانے سے ہونے والی کمائی اور خوشحالی پر نظر رہی، آگے انتظامیہ کی کوئی فکر، خبر ہی نہ تھی! الیہ یہ بھی ہے کہ اب ہر معاملے میں اپنی شفاقتی صلاحیت بروئے کار لاتے قوم کو راہ دکھانے پر ادا کار، موسیقار، گلوکار، میزبان از خود مامور رہتے ہیں۔ جنہیں سلیپر یوں (بجانڈ میراثی) کا لقب دے کر نوجوان کے لیے نمونہ عمل بنا دیا گیا ہے۔ ایسے ہی دوستاروں نے مع ایک خاتون کے موہن جوڑو میں نیم یورپی تصویر کے ہمراہ یہ بیان جاری فرمایا ہے کہ: ”اگر ہم موہن جوڑو جیسے تاریخی تہذیبی شہر بناتے تو یورپی سیاح یہاں بھی آتے۔“ (آپ کے ہوتے یورپی سیاحوں کی ضرورت ہی کیا ہے!) ہم اپنی تہذیب اور کتاب الہی کی تعلیمات سے کس درجے نا بلد ہیں۔ وہ تمام مقامات جو آسمانی آفات، زلزاں، زمین میں دھننے کی طرح عذاب الہی کا شکار ہو کر زمین دوز ہو جاتے ہیں، مقام عبرت ہوتے ہیں۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے! نبوی تعلیمات میں مائن صالح، بحر مردار (قومِ لوٹ پر عذاب کا نتیجہ) جیسے مقامات سے تیزی سے استغفار کرتے ہوئے گزر جانے کا حکم ہے۔ ان قوموں کے مفصل ذکرے اور نبوی تعلیمات واضح ہیں۔ جہاں بستیاں آبادیاں، مقبروں میں تبدیل ہو جائیں وہ مقامات فسیول یا فوڈ اسٹریٹ بنانے کے نہیں۔ ایسے کھنڈرات کو ورشہ قرار دینا

مرکزی سیاحت بنانا جاہلی تہذیب کا شعار ہے، انبیاء کی امتوں کا نہیں!

عبرت کی اک چھٹا نک برآمد نہ ہو سکی
کلچر نکل پڑا ہے منوں کے حساب سے
 سعودی عرب یا امارات کا یہ چلن لاکی تقليید نہیں۔ حد توبیہ
 ہے کہاب سعودی عرب میں جازان میں برازیلی ساما، رقص
 کرتی حسینا نہیں مکتنین لباس میں سڑکوں پر دکھائی گئیں۔
 مہربانی فرمائیں۔ ایسی سیاحتوں کے ڈول نہ ڈالیں۔ حقیقی

ضرورت سٹاف

مکتبہ خدام القرآن لاہور کے لیے پرنٹنگ
کے شعبہ سے متعلق ایک محنتی اور ایماندار
کارکن کی ضرورت ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4470866

شعبہ خط و کتابت کو رسزگی تاریخ میں ایک اور سنگ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟
نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قیال کی حقیقت کیا ہے؟

کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟

کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مل جواب دینے کی
اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ

”مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب“ پرینی

”قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس“ سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شاکرین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ!

اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: اچارج شعبہ خط و کتابت کو رسز قرآن اکیڈمی K-36، ماؤنٹ ٹاؤن لاہور

فون: 92-42 (35869501) E-mail: distancelearning@tanzeem.org

اپنے ذاتی اوقات میں سے کم از کم نصف گھنٹہ نکال کر
”بیان القرآن“ کے ترجمہ و ترجمانی کا ضرور مطالعہ کریں،
آپ یقیناً مستفید ہوں گے۔ (ان شاء اللہ!

دوسروں کے ساتھ زریٰ حسن اخلاق اور سلام میں سبقت

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

کرتے۔” (سورہ لقمان: 18)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وَهُوَ أَدْمِي جَنْتٍ
مِّنْ دَاخِلِنَّهُ بُوْغَا جَسْ كَدَلِ مِنْ أَيْكَ ذَرَهُ كَبَرٌ تَكَبَّرٌ
هُوَ۔ اِيْكَ خَصْنَ نَمْ پُوْچَهَ بَشَكَ آدِمِيَّ يَهُ پَسْنَدَ كَرَتَاهُ كَهَ اَسَ
كَهَ كَپُرَهُ خَوْبَصُورَتَهُ ہُولَ اُورَ اَسَ كَهَ جَوَتَهُ خَوْبَصُورَتَهُ
ہُولَ۔ حَضُورُ اَكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَمْ اَرْشَادَ فَرَمَيَا: بَشَكَ اللَّهُ
جَمَالَ دَالِيَهُ ہُیَ اُورَ جَمَالَ كَوَ پَسْنَدَ كَرَتَهُ ہُیَ۔ رَكْبَرْ حَقَّ كَوَ

تُمْكَرَنَهُ اُورَ لَوْگُونَ كَوَ حَقِيرَ سَمْجَنَهُ كَانَامَ ہُهُ۔“ (مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”آدِمِي تَكَبَّرٌ
کَرَتَارَهَتَاهُ ہُيَ اِيْهَانَ تَكَكَ كَهَ وَهَ سَرَكَشُونَ مِنْ لَكَهَا جَاتَاهُ ہُهُ،
پَسَ اَسَ كَوَهِي سَرَازَ مَلَيَّ گَيِّ جَوَانَ كَوَ مَلَيَّ گَيِّ۔“ (ترمذی)
سب کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں:

اللَّهُ تَعَالَى قَرَآنَ كَرِيمَ مِنْ آخِرِي نَبِيِّ حَضُورِ
مُحَمَّدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَهَ اوَصَافَ بِيَانَ كَرَتَهُ ہُیَ اَرْشَادَ
فَرَمَاتَاهُ ہُهُ: ”بَشَكَ آپَ اَعْلَى اَخْلَاقَ پَرَہِیں۔“ (ن: 4)
آپِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَهَ خَادِمَ خَاصَ حَضُورِ اَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،
جَنَّهُوںَ نَمْ مَدِيَنَهُ مُنَورَهُ مِنْ نَبِيِّ اَكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَيِّ دَسَ سَالَ
خَدْمَتَ فَرَمَائَتَهُ۔ حَضُورُ مُحَمَّدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَهَ مَتَعْلَقَ
فَرَمَاتَهُ ہُیَ: ”رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْگُونَ مِنْ اَخْلَاقَ کَهَ لَحَاظَ
کَهَ سَبَ سَعَ اَعْلَى اَخْلَاقَ کَهَ مَالِکَ تَهُ۔“ (بخاری و مسلم)
اَسِ طَرَحَ فَرَمَانَ رَسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ہُهُ: ”مَؤْمَنٌ
کَهَ مِيزَانَ مِنْ قِيَامَتَ کَهَ دَنَ حَسَنَ اَخْلَاقَ سَعَ بَڑَهُ کَرَکَوَیَ
چِیزَ بَھَارِیَ نَهَ ہُوَگِی۔ بَشَكَ اللَّهُ تَعَالَى بَدَلَکَلَمِی اَورَ
بَهُودَهُ گَوَیَ کَرَنَهُ دَالِی کُونَا پَسْنَدَ کَرَتَهُ ہُیَ۔“ (ترمذی)
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَعَ سَوالَ کَیَّا گَیَّا۔ لَوْگُونَ کَوَ
جَنَّتَ مِنْ لَےَ جَانَهُ دَالِی اَعْمَالَ کَیَّا ہُیَں؟ آپِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
نَمْ فَرَمَيَا: ”اللَّهُ كَذَرَ اَوْ حَسَنَ اَخْلَاقَ۔ پَھَرَ آپِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
کَهَ پُوْچَهَ گَیَّا کَهَ کُوْنِی چِیزَیِں لَوْگُونَ کَوَ زِيَادَهُ آگَ مِنْ لَےَ
جَانَهُ دَالِی ہُیَں؟ فَرَمَيَا: ”مَنْهُ اَوْ شَرِمَ گَاهَ۔“ (ترمذی)

نَبِيِّ اَكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَمْ اَرْشَادَ فَرَمَيَا: ”كَاملَ مَؤْمَنٍ
وَهِیَ ہُنَیَّ جَسَ کَا اَخْلَاقَ اَچَھَا ہُوا۔ اَوْ قَمَ مِنْ سَبَ سَعَ بَہْتَرَوَهُ ہُیَں۔“ (ترمذی)
جَوَانِ پَھَرَوَالَّوْنَ کَهَ لَیَ سَبَ سَعَ بَہْتَرَهُوں۔“ (ترمذی)
فَرَمَانِ رَسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ہُهُ: ”بَشَكَ مَؤْمَنٌ
اَپَنَےَ حَسَنَ اَخْلَاقَ سَعَ بَہْتَرَهُ ہُنَیَّ رُوزَهُ رُکَھَنَهُ دَالِی اَوْ شَبَ بَیدَارَ
کَادَرَجَ پَالِیَتَاهُ ہُهُ۔“ (ابوداؤ)

صَحَابَةَ كَرَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَمْ عَرَضَ کَيَّا: اَوْ آپَ نَمْ بَھِی؟ آپِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
نَمْ فَرَمَيَا: ”جَیِ ہَا۔ مِنْ بَھِی اَهْلَ مَكَهُ کَیِّ بَکَرِیاں چَندَ قِيرَاطَ
پَرَچَرَاتَاهُ۔“ (بخاری)

حضرت عَائِشَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَعَ پُوْچَهَ گَیَّا کَهَ
حضور اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ گَھَرَ مِنْ کَیَّا کَرَتَهُ تَهُ؟ اَنْہُوںَ نَمْ
فَرَمَيَا: ”آپَ گَھَرَ مِنْ کَامَ بَھِی کَیَّا کَرَتَهُ تَهُ۔ جَبَ نَمازَ
کَا وقتَ ہُوتَا تو آپِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فُورَأَنْمازَ پَڑَھَنَهُ کَهَ لَیَ
تَشْرِيفَ لَےَ جَاتَهُ۔“ (بخاری)

دوسروں کے ساتھ زریٰ کا برداشت کریں:

حضور اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَمْ اَرْشَادَ فَرَمَيَا: ”بَشَكَ
اللَّهُ زَرِیٰ کَرَنَهُ دَالِی اَوْ زَرِیٰ کَوَ پَسْنَدَ کَرَنَهُ دَالِی ہُیَ، اَوْ
زَرِیٰ پَرَوَهُ کَچَھَ دَیَتَهُ ہُیَ جَوَ سَخَنَتَ پَرَنَیِں دَیَتَهُ اَوْ رَنَهُ ہُیَ اَسَ
کَے عَلَادَهُ کَسِی اَوْ چِیزَ پَرَدَیَتَهُ ہُیَ۔“ (مسلم)

حضرت ابُو هُرَيْرَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَمَاتَهُ ہُیَ: کَهَ اَیَّکَ اَعْرَابِیَ
(دِیَہَاتِی) کَھَرَے ہُوَ كَمَسْجِدَ (کَصْحَنَ) مِنْ پَیَشَابَ کَرَنَهُ
لَگَاتَوَلَوْگُونَ نَمْ اَسَےَ پَکَڑَ۔ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَمْ اَنَّ سَعَ
فَرَمَيَا: ”اَسَےَ چَھُوڑَ دَوَا اَوْ اَسَ کَهَ پَیَشَابَ پَرَ پَانِی بَہَادُو کَیَوَنَکَهَ
تمَ زَرِیٰ کَهَ لَیَ سَبِیَّجَ گَئَهُ ہُوَ سَخَنَتَ کَهَ لَئَنَہُیِں۔“ (بخاری)

آپِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَمْ دِیَہَاتِی کَوَ پَیَشَابَ کَرَتَهُ

وقَتَ روَکَنَهُ سَعَ منَعَ فَرَمَاتَاهُ کَهَ پَیَشَابَ بَنَدَ کَرَانَهُ کَیِّ وجَهَ
سَعَ اَسَےَ کَوَیَ تَكْلِیفَ نَهَ ہُوَ جَاءَ، لَیَکِنَ پَیَشَابَ کَهَ بَعْدَ
اَسَ جَگَہَ جَهَانَ اُسَ نَمْ پَیَشَابَ کَیَّا تَهُ، وَہَا آپِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
نَمْ نَےَ پَانِی بَہَانَےَ کَا حَکْمَ دَیَّا۔“ (مسلم)

تَكْبِرَ اَوْ حَسَدَ سَعَ بَچَیَّنَ اُورَ کَسِیِّ خَصْنَ کَوَ حَقِیرَهُ سَمْجَھَیِں:

اللَّهُ تَعَالَى اَرْشَادَ فَرَمَاتَهُ ہُهُ: ”زَمِنَ مِنْ تو اَکَرَّ کَرَ
مَتَ چَلَ۔“ (الاسراء: 37)

اسِ طَرَحَ فَرَمَانِ الْهَیِّ ہُهُ: ”اَوْ تو اَپَنِ رَخَسَارَ کَوَ
لوَگُونَ کَهَ لَیَ مَتَ چَلَا اَوْ زَمِنَ مِنْ اَکَرَّ کَرَنَهُ چَلَ۔
بَشَكَ اللَّهُ تَعَالَى هَرَمَتَکَراً اَوْ فَخَرَ کَرَنَهُ دَالِی کَوَ پَسْنَدَ نَہُیِں

شَرِیْعَتِ اِسْلَامِیَّہ مِنْ جَهَانَ اَنْفَرَادِیِّ عَبَادَتَ
کَرَنَهُ کَبَارَ بَارَتَا کَیدَ کَیِّ گَئَیَ ہُهُ، وَہِیَ سَبَ کَسَاتِھَ اَجَھَا
بَرَتَاؤَ کَرَنَهُ، زَرِیٰ کَسَاتِھَ پَیَشَ آنَے، دَوْسَرَوَنَ کَیِّ
خَدْمَتَ کَرَنَهُ، بَرَوَنَ کَا اَحْتَرَامَ کَرَنَهُ، اَچَھَهُ اَخْلَاقَ سَعَ

گَئَیَ ہُیَ تَا کَہَ اَیَّکَ اَچَھَهُ مَعَاشَرَہَ وَجَوَدَ مِنْ آسَکَے۔ سَیدُ الرَّسُولِ
وَفَضْلُ الْبَشَرِ حَضُورُ اَكِرمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَوَ عَالَمِیِّ رَسَالَتَ سَعَ نَوَازَا

گَیَّا ہُے، یعنی اَبِ قِیَامَتِ تَکَ شَرِیْعَتِ مُحَمَّدَیَّہ پَرَ عملَ کَیِّ بَغَیرِ
اَخْرَوِیِّ کَامِیَابِیِّ حَاصلَ کَرَنَمَکَنَ نَہُیِں ہُے۔ حَضُورُ اَكِرمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
نَمْ اَنْقلَابَ بَرَپَکَرَ کَصَرَفَ 23 سَالَ مِنْ اَپَنِ قَوْلِ وَعَلَمَ
سَعَ اِیَّسَعَرَے کَوَ جَوَدَ بَخَشَا جَوَ قِیَامَتَ تَکَ اَسَانُوںَ
کَلَیَّ مَشْعَلَ رَاهَ ہُے۔ ہُمِیں اَپَنِ مَعَاشَرَہَ کَیِّ بَرَائَوَنَ پَرَ
قَابُوپَانَے کَلَیَّ حَضُورُ اَكِرمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَیِّ کَوَشَ سَعَ وَجَوَدَ
مِنْ آئَیَیِّ صَحَابَةَ کَرَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَیِّ جَمَاعَتَ کَیِّ زَنْدَگَیِّ کَوَہِیِّ اَخْتِیَارَ
کَرَنَہُ ہُوَگَا، جَسَ کَلَیَّ دِیَہَ مَنَدَرَجَہَ ذَلِیلَ
اعْمَالَ پَرَعَلَمَ پَیَرَا ہُونَ اِنْتَہَائِیَ ضَرُورَیَ ہُے۔
تَوَاضَعَ وَانْكَسَارِیَ سَعَ کَامَ لَیَّسَ:

حَضُورُ اَكِرمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَمْ اَرْشَادَ فَرَمَيَا: ”اللَّهُ تَعَالَى نَمْ
مِنْ اَطَرَفِ وَحِیِ فَرَمَیَ ہُے کَہَ تَمَ تَوَاضَعَ (عَاجِزِی وَانْكَسَارِی)
اَخْتِیَارَ کَرَوَ۔ یَہَا تَکَ کَہَ تَمَ مِنْ سَعَ کَوَہِیِّ بَھِی دَوْسَرَے پَرَخَرَنَهُ
کَرَنَہُ اَوْ رَنَہُ دَوَرَے پَرَزِیَادَتِیَ کَرَے۔“ (مسلم)

حَضُورُ اَكِرمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَمْ اَرْشَادَ فَرَمَيَا: ”کَوَیَ صَدَقَهَ
مَالَ کَوَکَمَنَہُ کَرَتَاهُ، اَوْ جَوَجَتَنَازَ یَادَهُ دَرَگَزَرَ کَرَتَاهُ اَسَهَ اللَّهَ اَسَ کَیِّ
عَزَّتَ اَتَیَ ہُیَ زَیَادَهَ بَڑَھَاتَہُ ہُیَں اَوْ جَسَ نَمْ اللَّهَ کَلَیَّ
تَوَاضَعَ کَیِّ اللَّهَ نَمْ اَسَ بَلَنَدَ کَیَّا۔“ (مسلم)

حَضُورُ اَكِرمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَمْ اَرْشَادَ فَرَمَيَا: ”اللَّهُ تَعَالَى
نَمْ جَسَ پَیَغَبَرَ کَوَہِیِّ بَھِیجَا ہُے اَسَ نَمْ بَکَرِیاں چَرَائِیَں۔“

بعض موقع اور حال تین سلام سے مستثنی ہیں، اس سلسلہ میں فقہاء کرام کی تشریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ چند صورتوں اور حالتوں میں سلام نہیں کرنا چاہیے۔ جب کوئی عبادت میں مشغول ہو، مثلاً نماز، ذکر، دعا، تلاوت، اذان واقامت، خطبہ یا کسی دینی مجلس کے وقت۔ جب کوئی بشری حاجت میں مشغول ہو، مثلاً کھانے پینے، سونے اور پیشاب پا خانہ وغیرہ کے وقت۔ جب کوئی معصیت میں مشغول ہو مثلاً شراب پی رہا ہو، تو اس موقع پر سلام نہیں کرنا چاہیے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ اچھا برداشت اور ان کے ساتھ زرمی کرنے کی وجہ سے پھیلا ہے، مگر عام طور پر آج ہمارے اندر یہ امتیازی صفت موجود نہیں ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر جو باقی ذکر کی گئی ہیں، انہیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سب کے ساتھ زرمی کا برداشت کرنے والا اور سلام میں پہل کرنے والا بنائے۔ آمین۔



دعائے مغفرت اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ

☆ مرکزی ناظم برائے انتظامی امور محترم میرجع (ریٹائرڈ) فتح محمد کاؤ نو مولود پوتا اور سعود فتح کا بیٹا وفات پا گیا۔

☆ حلقة سرگودھا، تنظیم غربی کے معتمد ممتاز حسین کی پھوپھی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0303-7097787

☆ تنظیم اسلامی ملتان کے ناظم دعوت جناب رجب علی کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0301-7400413

☆ تنظیم اسلامی بہاول پور کے نائب محمد مکرم عباسی کے سرووفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-9680082

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَ ارْحَمْهُمْ وَ اذْخِلْهُمْ
فِي رَحْمَتِكَ وَ حَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيرًا

اہم بات یہ ہے کہ) اپنے درمیان سلام کو پھیلاو۔" (مسلم)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت کے حصول کے لیے سلام کرنے میں سبقت کرنی چاہیے۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام کی کوئی بات سب سے اچھی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم کھانا کھلائے، اور دوسروں کو سلام کرو خواہ ان کو پہنچانے ہو یا نہیں۔" (بخاری و مسلم) یعنی ہر شخص کو سلام کرنا چاہیے۔

سلام کرنے کے بعض احکام: "السلام علیکم درحمة اللہ و برکاتہ" گذارنگ، گذالیونگ اور گذنانگ کی طرح صرف الفاظ کا نام نہیں، بلکہ آپس میں محبت اور تعلق پیدا کرنے کا اچھا عمل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بہترین دعا بھی ہے۔ اسلام میں سلام کرنے کی خاص اہمیت و فضیلت بیان کی گئی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں جہاں ہر عمل کے احکام و آداب بیان کیے گئے ہیں، وہیں سلام کرنے کے بھی احکام و آداب بیان کیے گئے ہیں، مثلاً: سلام کرنا سنت ہے، مگر اس کا جواب دینا واجب ہے۔ سلام اور اس کا جواب اچھی نسبت کے ساتھ سنت کے مطابق جمع کے صیغہ کے ساتھ دیا جائے، اگرچہ مخاطب ایک شخص ہی کیوں نہ ہو، تاکہ فرشتے (کرماں کا تین) جو ہر ایک کے ساتھ ہیں سلام میں مخاطب کے ساتھ شامل ہوں، اور پھر جب وہ سلام کا جواب دیں تو ان کی دعا بھی ہمیں مل جائے۔ اسی طرح سوار شخص پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔ یہ حکم صرف تواضع و انکساری کی طرف راغب کرنے کے لیے ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر یہ لوگ سلام نہ کریں تو ہم پہل بھی نہ کریں، بلکہ ہم سلام میں پہل کر کے زیادہ ثواب کے حقدار بن جائیں۔ نیز حدیث میں وارد ہے کہ سلام میں پہل کرنے والا (اس عمل کی وجہ سے) تکبر سے پاک ہے۔ (شعب الایمان)

تکبر کا بہترین علاج یہ بھی ہے کہ ہر ملنے والے مسلمان کو سلام کرنے میں سبقت کی جائے۔ نیز ہم آپس میں ملاقات کے وقت بات چیت اور گفتگو سے قبل سلام کریں۔ عصر حاضر میں ٹیلیفون اور موبائل بھی ملاقات کا ایک ذریعہ ہے، اس لیے سلام کرنے کا جو حکم آپسی ملاقات کا ہے وہی فون کرتے اور اٹھاتے وقت کا ہوگا، لہذا "ہیلو" کے بعد "السلام علیکم درحمة اللہ و برکاتہ" کہنا بہتر ہوگا۔

انسان کا مزاج اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ وہ دوسرے انسان سے ملاقات کے وقت محبت کے پیغام پر مشتمل کوئی جملہ دوسرے شخص کو مانوس و خوش کرنے کے لیے کہتا ہے۔ مثلاً ہندو لوگ ملاقات کے وقت نہستے یا نمسکار کہتے ہیں، کچھ ہندو رام رام کہتے ہیں، اور انگریزی داں طبقہ گذارنگ، گذالیونگ اور گذنانگ جیسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی ملاقات کے وقت مبارک بادی کے کلمات کہنے کا رواج تھا۔ لیکن جب مذہب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات کے وقت "السلام علیکم درحمة اللہ و برکاتہ" کہنے کا طریقہ جاری فرمایا۔ اس کے معنی ہیں کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو۔ ان کلمات سے نہ صرف محبت کا پیغام دوسرے کو پہنچتا ہے بلکہ یہ بہت جامع دعا بھی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمام بری چیزوں، بلاؤں، آفتوں، مصیبتوں اور تکلیفوں سے محفوظ اور سلامت رکھے۔ پھر سلام کرنے والا سلامتی کی اس دعا کے ضمن میں گویا یہ بھی کہہ رہا ہے کہ تم خود بھی مجھ سے سلامت ہو میرے ہاتھ اور زبان کی تکلیف سے۔

قرآن و حدیث میں بار بار سلام کرنے کی تعلیم و ترغیب دی گئی ہے۔ اختصار کے مدنظر صرف دو آیات کا ترجمہ پیش ہے: "پس جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے (گھروالوں) کو سلام کرو، (یہ) اللہ کی طرف سے تحفہ ہے مبارک اور پاکیزہ۔" (سورۃ النور: 61)

"اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اس سے بہتر (کلمے) سے (اسے) دعا دو یا انہی لفظوں سے دعا دو۔" (النساء: 86)

یعنی جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر الفاظ میں یا کم از کم انہیں الفاظ کے ساتھ سلام کا جواب دو۔

سلام کی اہمیت اور فضیلت کے متعلق متعدد احادیث بھی کتب حدیث میں موجود ہیں۔ صرف دو احادیث پیش کر رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم جنت میں نہیں جاسکتے جب تک ایمان نہ لاؤ، اور تم ایمان والے نہیں جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں کہ جب تم اس کو اختیار کرو تو باہمی محبت پیدا ہو جائے۔" (اور وہ

A war criminal gets honored!

By: Dr. Firoz Mahboob Kamal

On the eve of the New Year 2022, the UK's former Prime Minister Tony Blair got honored with a knighthood. Tony Blair is one of the co-architects of a genocidal war against Iraq on a fabricated accusation that Iraq had weapons of mass destruction. During the long occupation, Mr. Blair and his partner President George W. Bush couldn't find any weapon of mass destruction in Iraq. So, the war was planned only to kill Muslims and destroy a Muslim country. So, Mr. Blair is very happy that the war met its stipulated target. This is why while he was the Prime Minister, Mr. Blair didn't pay any heed to more than 2 million people's anti-war protest rally in Hyde Park in London. His craze for war went on. As per stipulated aim, the US and the British Armies caused the unprecedented destruction in Iraq. Even in World War I or II, no country was bombed as badly as done in Iraq. So, Mr. Blair has proven to be one of the ugliest and cruelest war criminals in human history.

The Iraq war killed and maimed almost a million. Hundreds of Iraqi cities were bombed and thousands of Iraqi houses were razed to the ground. Currently in Iraq, hundreds of thousands of men and women live with a lost leg, a lost arm, a lost eye or other disabilities. The war ended, but the people live with horrors of disabilities and painful scars in their psyche. Mr. Blair didn't show any sign that he feels those pains. Bombs with depleted uranium were dropped on Iraqi cities to cause genetic deformities and cancers. So, in every sense, the war in Iraq has been one of the most cruel and evil acts in human history.

Along with the physical and the infrastructural damage, the ethical, the cultural, and the societal damages are also huge. The US and the British war criminals have damaged the social fabrics of Muslim brotherhood in Iraq that survived through centuries. Instead, they raised walls of bloody divisions on ethnic and religious sectarianism. So, Iraq now stands divided. Because of the social and political engineering of the occupying forces, the

Iraqis have been made unfit to live peacefully and amicably among themselves. After committing all these horrendous crimes, Mr. Blair's dead soul didn't show any sign of regret for committing such crimes. Rather, like any criminal, he still feels that the war was the right thing to do.

Honoring such a morally dead war criminal raised anger among the peace-loving people living in the UK. Within 6 days, more than a million people have signed a petition condemning such an act of glorifying a murderer. The genocidal massacre of innocent men and women is not the only crime; honoring or glorifying such a war criminal is also an act of crime. A man with an iota of morality can't appreciate a killer. But in the UK, the story is otherwise. There is no shortage of people who appreciate the British colonial heritage of occupying the Asian, African and American countries and the genocidal cleansing of the natives in America, Australia and New Zealand. So, these people take it as a tribal duty to honor the war criminals of their own British tribe. Honoring Blair is indeed a candid expression of such tribal arrogance.

A Labour MP Richard Burgontalks about the moral disease of British society. He tweeted: "It says a lot about what is wrong with our system when, after being one of the leading architects of the Iraq war, Tony Blair is honoured with a knighthood while Julian Assange, who exposed war crimes in Iraq, faces extradition to the USA and a lifetime in prison." (The Guardian, 7/1/2022). Like the ruling Conservatives, the current Labour leader, Keir Starmer also shows his own moral illness. He showed his love for this killer. He said, Mr. Blair deserved the honor. Such expression tells a lot about the high moral deficiency in the ruling elites of the UK. This is why they find no moral hindrance to create Israel on an occupied Arab land support the Israeli brutal occupation and atrocities against the Palestinians.

Source: <http://southasiajournal.net/>

Weekly

Nida-e-Khilafat

Lahore

ACEFYL

SUGAR FREE
**COUGH
 SYRUP**

Acefyline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ٹرین
**کھانسی کا شربت
 شوگرفی**

میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
 یکسان مفید

